مختصر رسالہ بعنوان

قیامت اور اس کی نشانیاں

ترتیب وتدوین: فضیلۃ الشیخ هيثم بن محمد سرحان حفظہ اللہ

مسجدِ نبوی ﷺ میں معہد الحرم کے سابق مدرس، اور معهد السنة کے نگران

اللہ تعالیٰ مؤلفِ محترم، ان کے والدین، اور اس کتاب کی اشاعت وترویج میں تعاون کرنے والے تمام افراد کی مغفرت فرمائے۔

ترجمہ: محمد وسیم

پہلی اشاعت

جملہ حقوق محفوظ ہیں

پہلی اشاعت

۱۴۴۷ھ—۲۰۲۶ء

فہرست

فہرست	۲
مقدمہ	۳
اہلِ سنّت والجماعت کا قیامت اور اس کی نشانیوں کے بارے میں عقیدہ	۴
یومِ قیامت اور اس کی تمہیدات	۶
قیامت کے چند نام	۸
قیامت کی چھوٹی اور بڑی نشانیوں کے درمیان فرق	۱۰
قیامت کی نشانیوں کا خلاصہ	۱۱
قیامت کی چھوٹی نشانیاں	۱۲
قیامت کی بڑی نشانیاں	۱۵
قیامت کی نشانیوں اور احوال سے متعلق آیات	۱۹
قیامت کے دن کی ہولناکیاں	۲۲
آخرت میں مومن اور کافر کا انجام	۲۴
قاری کے لئے سوالات	۴۰

مقدمہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

امّا بعد!

یومِ آخرت پر ایمان، اسلامی عقیدۂ ایمان کے بنیادی اور عظیم اصولوں میں سے ایک ہے، جس کے بغیر ایمان کی تکمیل ممکن نہیں۔ یہ ایمان انسان کو اپنے انجام کی حقیقت سے باخبر رکھتا ہے، اسے موت کے بعد کی زندگی کے لیے نیک اعمال کی ترغیب دیتا ہے، دنیائے فانی کی حقیقت سے بے رغبتی پیدا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے اجر و ثواب کی امید دلاتا ہے اور اس کے دردناک عذاب سے ڈراتا ہے۔

کتاب و سنت کے نصوص قیامت کے دن کی عظمت، اس کی ہولناکیوں، اس سے قبل پیش آنے والے واقعات اور اس کے بعد حاصل ہونے والی دائمی نعمتوں یا دردناک عذاب کے بیان میں واضح، متواتر المعنی اور باہم مؤید ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آخرت کے دن پر ایمان رکھنا نہ صرف عقیدۂ اسلام کا ایک بنیادی جز ہے بلکہ انسان کے عقیدہ، عمل اور کردار پر گہرا اثر ڈالنے والا اہم عنصر بھی ہے۔

اسی مقصد کے پیشِ نظر یہ مختصر رسالہ پیشِ خدمت ہے، تاکہ آخرت کے دن سے متعلق بنیادی معانی اور اہم حقائق کو ایک آسان، واضح اور سنجیدہ اسلوب میں قارئین کے سامنے پیش کیا جا سکے۔ اس میں حتی الامکان کتاب و سنت کے ثابت شدہ نصوص کی پابندی کی گئی ہے، علمِ غیب کے ایسے امور میں بے جا خوض سے اجتناب کیا گیا ہے جن کی تفصیل کتاب و سنت میں وارد نہیں ہوئی، اور بغیر دلیل کی باتوں کو شامل کرنے یا ان میں غیر ضروری توسع پیدا کرنے سے گریز کیا گیا ہے۔

ہم اللہ حیّ و قیوم سے دعا گو ہیں کہ اسے پڑھنے والوں، لکھنے والوں اور اس کی تیاری و اشاعت میں کسی بھی طرح معاونت کرنے والے تمام افراد کے لیے نفع بخش بنائے، بے شک وہی اس کا مالک ہے اور ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے۔

وصلى الله وسلم وبارك على محمد النبي الأمي وعلى آله وصحبه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين.

اہلِ سنّت والجماعت کا قیامت اور اس کی نشانیوں کے بارے میں عقیدہ

اہلِ سنّت والجماعت کا قیامت اور اس کی نشانیوں کے بارے میں عقیدہ درجِ ذیل بنیادی نکات میں اختصار کے ساتھ بیان کیا جاسکتا ہے:

(۱) ہم آخرت کے دن پر پختہ ایمان رکھتے ہیں، اور وہ قیامت کا دن ہے جس دن اللہ تعالی مخلوق کو حساب اور جزا و سزا کے لیے اٹھائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَبِٱلْـَٔاخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ﴾ [البقرة] اور وہ یومِ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

(۲) ہم ایمان رکھتے ہیں کہ قیامت کی کچھ نشانیاں اور علامتیں ہیں جو اس کے قائم ہونے سے پہلے ظاہر ہوں گی، جن کی خبر اللہ نے اپنی کتاب میں دی ہے اور اس کے رسول نے اپنی حدیث میں بیان فرمایا ہے۔

(۳) ہم ایمان رکھتے ہیں کہ قیامت کی چھوٹی نشانیاں بھی ہیں اور بڑی بھی، چھوٹی نشانیاں بڑی نشانیوں سے پہلے ظاہر ہوں گی، ان میں سے اکثر ظاہر ہو چکی ہیں، اور کچھ کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

(۴) ہم ایمان رکھتے ہیں کہ قیامت کی چھوٹی نشانیوں میں سے نبی ﷺ کی بعثت، فتنوں کی کثرت، فساد کا ظاہر ہونا، امانت کا ضائع ہونا، زمانے کا قریب ہونا، قتل کی کثرت اور لوگوں کا دنیا میں مشغول ہونا ہے۔

(۵) ہم ایمان رکھتے ہیں کہ قیامت کی بڑی نشانیاں برحق اور ثابت ہیں؛ جیسے مسیح دجال کا خروج، عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا نزول، یاجوج وماجوج کا خروج، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دابۃ الارض، دھواں، اور وہ آگ جو لوگوں کو حشر کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔

(۶) ہم ایمان رکھتے ہیں کہ یہ تمام نشانیاں حقیقتاً واقع ہوں گی نہ کہ مجازاً، بغیر کسی صحیح دلیل کے ان کی تاویل کرنا یا انہیں ان کے ظاہری معنی سے پھیرنا جائز نہیں۔

(۷) ہم ایمان رکھتے ہیں کہ قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، نہ کوئی نبی اسے جانتا ہے اور نہ کوئی فرشتہ، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥ عِلْمُ ٱلسَّاعَةِ﴾ [لقمان: ٣٤] بے شک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے۔

(۸) ہم ایمان رکھتے ہیں کہ علاماتِ قیامت پر ایمان لانے سے بندے کی اللہ سے ملاقات کی تیاری میں اضافہ ہوتا ہے، فتنوں سے خوف پیدا ہوتا ہے، اور ثابت قدمی اور عملِ صالح کی حرص پیدا ہوتی ہے۔

(۹) ہم علاماتِ قیامت کے باب میں صرف صحیح ثابت شدہ نصوص کے اثبات کے پابند ہیں، خود ساختہ تاویلات سے گریز کرتے ہیں اور جس کے بارے میں صحیح نص وارد نہیں ہوئی اس کے بارے میں یقینی بات نہیں کرتے۔

(۱۰) ہم ایمان رکھتے ہیں کہ یومِ آخرت پر ایمان لانا ایمان کے ارکان میں سے ایک رکن ہے، کسی بندے کا ایمان اس کے بغیر صحیح نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَمَن يَكْفُرْ بِٱللَّهِ وَمَلَٰٓئِكَتِهِۦ وَكُتُبِهِۦ وَرُسُلِهِۦ وَٱلْيَوْمِ ٱلْـَٔاخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَٰلًۢا بَعِيدًا﴾ [النساء: ١٣٦] اور جو اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور یومِ آخرت کا انکار کرے وہ یقیناً بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

(۱۱) ہم ایمان رکھتے ہیں کہ موت ہر جاندار پر برحق ہے، اس کے بعد قبر کا فتنہ اور دو فرشتوں کا سوال، اور قبر کی نعمت یا اس کا عذاب ہے، جیسا کہ کتاب و سنّت نے اس پر دلالت کی ہے۔

(۱۲) ہم موت کے بعد جسموں اور روحوں کے حقیقی دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان رکھتے ہیں۔ ﴿ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ﴾ [يس] کہہ دیجیے کہ انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا، اور وہ ہر مخلوق کو خوب جاننے والا ہے۔

(۱۳) ہم حشر پر ایمان رکھتے ہیں، اور یہ کہ لوگ ننگے پاؤں، برہنہ بدن اور بن ختنہ اکٹھے کیے جائیں گے، اور حساب کے لیے اللہ کے حضور کھڑے ہوں گے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَوْمَ نَحْشُرُ ٱلْمُتَّقِينَ إِلَى ٱلرَّحْمَٰنِ وَفْدًا﴾ [مريم] جس دن ہم متقیوں کو رحمٰن کی طرف مہمانوں کی طرح جمع کریں گے۔

(۱۴) ہم اس حقیقی میزان (ترازو) پر ایمان رکھتے ہیں جو قیامت کے دن قائم کیا جائے گا، اس کے دو پلڑے ہوں گے، جس میں اعمال، اعمال نامے اور صاحبِ اعمال تولے جائیں گے۔

(۱۵) ہم نامۂ اعمال پر ایمان رکھتے ہیں جو بندوں کے اعمال کا احاطہ کیے ہوئے ہیں، اور یہ کہ ہر مومن کو اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، اور ہر کافر کو اس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں یا اس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا، ﴿فَمَنْ أُوتِيَ كِتَٰبَهُۥ بِيَمِينِهِۦ﴾ ... ﴿وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَٰبَهُۥ بِشِمَالِهِۦ﴾ ... ﴿وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَٰبَهُۥ وَرَآءَ ظَهْرِهِۦ﴾ [الإسراء:٧١، الحاقة:٢٥، الانشقاق:١٠] جو اپنا نامہ دائیں ہاتھ میں پائے گا... اور جو اپنا نامہ بائیں ہاتھ میں پائے گا... اور جو اپنا نامہ اپنی پیٹھ کے پیچھے سے پائے گا۔

(۱۶) ہم اپنے نبی محمد ﷺ کے لیے "حوضِ کوثر" پر ایمان رکھتے ہیں، جس سے آپ کی امت کے مومنین پانی پئیں گے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے، جو اس سے ایک بار پی لے گا اسے پھر کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

(۱۷) ہم پل صراط پر ایمان رکھتے ہیں جو جہنم کی پشت پر نصب کیا جائے گا، لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق اس پر سے گزریں گے، بعض نجات پا جائیں گے اور بعض گر جائیں گے۔

(۱۸) ہم اس شفاعت پر ایمان رکھتے ہیں جو کتاب و سنت سے ثابت ہے، ہم اسی کو ثابت مانتے ہیں جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ثابت کیا ہے، اور اس کی نفی کرتے ہیں جس کی اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے نفی کی ہے۔

(۱۹) ہم جنت اور جہنم پر ایمان رکھتے ہیں اور یہ کہ وہ دونوں اس وقت پیدا شدہ اور موجود ہیں، وہ کبھی فنا ہوں گی نہ ختم ہوں گی، اور یہ کہ جنت نعمتوں کا گھر ہے اور جہنم عذاب کا گھر ہے۔

(۲۰) ہم ایمان رکھتے ہیں کہ مومنین قیامت کے دن اپنے رب کو حقیقتاً دیکھیں گے بغیر کسی کیفیت اور احاطے کے۔ ﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ * إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾[القيامة] کچھ چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے، اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

یومِ قیامت اور اس کی تمہیدات

یومِ قیامت وہ عظیم الشان دن ہے جب اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کو رب العالمین کے حضور جمع فرمائے گا اور ہر شخص کو اس کے اعمال کے حساب کے لیے کھڑا کیا جائے گا۔ اس دن اللہ تعالیٰ کا کامل عدل وانصاف ظاہر ہوگا؛ کسی جان پر ذرہ بھر ظلم نہ کیا جائے گا، بلکہ ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ جس نے نیکی کی ہوگی، وہ اس کا اجر پائے گا، اور جس نے برائی کی ہوگی، وہ اس کی جزا بھگتے گا۔

لغت میں "یوم القیامة" کا مطلب ہے کھڑا ہونے کا دن، یعنی اٹھ کھڑے ہونا اور بلند ہونا۔ یہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس دن لوگ اپنی قبروں سے اٹھ کر ربّ العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے؛ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَوْمَ يَقُومُ ٱلنَّاسُ لِرَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾ [المطففین: ٦] جس دن لوگ ربّ العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

شریعت کی اصطلاح میں یومِ قیامت سے مراد وہ عظیم دن ہے جب اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کو موت کے بعد دوبارہ زندہ فرمائے گا اور انہیں حساب و جزا کے لیے اپنے حضور جمع کرے گا، انصاف کے ترازو قائم کیے جائیں گے، اور لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق جنت یا جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے بندوں پر رحمت و شفقت فرماتے ہوئے، انہیں آخرت سے ڈراتے اور غافلین کو تنبیہ کرتے ہوئے، یومِ قیامت اور اس سے پہلے پیش آنے والے واقعات وعلامات کے بارے میں آگاہ فرمایا ہے۔ چنانچہ نصوصِ شرعیہ میں قیامت کی متعدد نشانیوں اور علامتوں کا ذکر وارد ہوا ہے، جو اس کے قریب آنے اور وقوع کی خبر دیتی ہیں۔

'اشراط' جمع ہے 'شَرَط' کی، لغت میں اس کا معنی نشانی ہے، اسی سے کہا جاتا ہے: 'اَشرَطَ الشَّيءَ' جب کسی چیز پر نشان لگا دیا جائے، اسی طرح "امارات" بھی "امارة" کی جمع ہے، جس کا مطلب ہے وہ چیز جس کے ذریعے کسی اور چیز کا پتہ چلایا جائے۔ شریعت کی اصطلاح میں اشراط اور امارات سے مراد وہ نشانیاں ہیں جو قیامت سے پہلے ظاہر ہوں گی اور اس کے قریب ہونے کی خبر دیں گی، اور یہ دنیا کے خاتمے کے قریب آنے کی تنبیہی علامات ہوں گی۔

قیامت کی نشانیاں غیب کے امور میں سے ہیں، جنہیں عقل یا تجربے سے نہیں جانا جا سکتا، بلکہ ان کا علم صرف وحی کے ذریعے حاصل ہوتا ہے، یعنی اللہ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت سے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ رَبِّي لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ اللَّهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ [الأعراف: ١٨٧] لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس کے قائم ہونے کا وقت کب ہے؟ آپ کہہ دیجیے کہ اس کا علم تو صرف میرے رب کے پاس ہے، اس کے وقت پر اسے صرف وہی ظاہر کرے گا، وہ آسمانوں اور زمین میں سنگین بات ہے، وہ تم پر اچانک ہی آ جائے گی، وہ آپ سے یوں پوچھتے ہیں گویا آپ اس کی کھوج میں لگے ہوئے ہیں، آپ کہہ دیجیے کہ اس کا علم تو صرف اللہ کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اور فرمایا: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ﴿٤٢﴾ فِيمَ أَنتَ مِن ذِكْرَاهَا ﴿٤٣﴾ إِلَىٰ رَبِّكَ مُنتَهَاهَا ﴿٤٤﴾ إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرُ مَن يَخْشَاهَا ﴿٤٥﴾ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا﴾ [النازعات: ٤٢-٤٦] لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس کے قائم ہونے کا وقت کب ہے؟ آپ کو اس کے ذکر سے کیا تعلق؟ اس کی انتہا تو آپ کے رب کی طرف ہے، آپ تو صرف اس سے ڈرانے والے ہیں جو اس سے ڈرتا ہے، جس دن وہ اسے دیکھیں گے تو یوں لگے گا جیسے وہ صرف ایک شام یا اس کی صبح دنیا میں رہے ہیں۔

قیامت کی نشانیوں کی اقسام، ان کی قربت اور اہمیت کے اعتبار سے

پہلا حصہ: چھوٹی نشانیاں	دوسرا حصہ: بڑی نشانیاں
یہ وہ نشانیاں ہیں جو قیامت قائم ہونے سے طویل عرصہ پہلے ظاہر ہوں گی، ان میں سے بہت سی نشانیاں ظاہر ہو چکی ہیں، جبکہ بعض وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔ ان میں سے اکثر عام نوعیت کی چیزیں ہوتی ہیں جن سے لوگ مانوس ہوتے ہیں، لیکن جب یہ امور کثرت کے ساتھ ظاہر ہونے لگیں تو یہ زمانے کے بگاڑ اور قیامت کے قریب آنے کی طرف دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً: علم کا اٹھ جانا، جہالت کا عام ہونا، فتنوں کی کثرت، شراب نوشی کا رواج پانا، آلاتِ موسیقی کا عام ہونا، اور بلند و بالا عمارتیں تعمیر کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کا رجحان وغیرہ۔ یہ تمام امور وہ ہیں جن کے بارے میں کتاب وسنت کے صحیح اور ثابت شدہ نصوص میں پیشگی خبر دی گئی ہے۔	یہ عظیم اور غیر معمولی واقعات اور بڑی بڑی نشانیاں ہیں جو قیامت سے بالکل پہلے ظاہر ہوں گی۔ یہ عام حالات کے برعکس ہوں گی، اور جب یہ ظاہر ہونا شروع ہوں گی تو یکے بعد دیگرے ظاہر ہوتی چلی جائیں گی۔ یہ اس بات کی واضح دلیل ہوں گی کہ دنیا کا خاتمہ قریب آ چکا ہے اور آزمائش کا وقت ختم ہونے والا ہے۔ کسی صحیح نص میں حتمی طور پر ان کی تعداد کا ذکر نہیں آیا ہے، اور نہ ہی ان کی کوئی ایسی صریح ترتیب آئی ہے جس میں اختلاف نہ ہو، البتہ نصوص اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ان کا معاملہ نہایت عظیم اور سنگین ہے اور جب یہ شروع ہو جائیں گی تو لوگوں کو بہت تھوڑی مہلت باقی رہ جائے گی۔

علاماتِ قیامت کے مطالعہ کے اسباب

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی دی ہوئی غیبی خبروں کی تصدیق کرنا۔	یہ کہ یہ نشانیاں نبی کریم ﷺ کی نبوت کی دلیل ہیں۔	یوم آخرت پر ایمان کو مضبوط کرنا۔
فتنوں اور سخت حالات میں ایک موحّد کے لیے رہنمائی حاصل کرنا۔	دنیا کی فریب کاری اور لمبی امیدوں میں کھو جانے سے بچانا۔	انسان کو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تیاری پر آمادہ کرنا۔

قیامت کے چند نام

قرآن میں قیامت کے متعدد نام ہیں اور اس کی مختلف صفات ہیں، اور ان ناموں میں سے ہر نام ایک خاص معنی پر دلالت کرتا ہے، اور اس عظیم دن کی ہولناکیوں، اس کے مناظر اور اس میں واقع ہونے والے حساب اور جزا کے ایک پہلو کو ظاہر کرتا ہے۔ ناموں کا یہ تعدد محض مترادف ہونے کی بنا پر نہیں ہے، بلکہ مختلف معانی اور پہلوؤں کی بنا پر ہے۔

قیامت کے دن کا یہ نام رکھا گیا ہے:	
لوگوں کے کھڑے ہونے کی وجہ سے	﴿يَوْمَ يَقُومُ ٱلنَّاسُ لِرَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾ [المطففين: ٦]) جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔
گواہوں کے کھڑے ہونے کی وجہ سے	﴿وَيَوْمَ يَقُومُ ٱلْأَشْهَٰدُ﴾ [غافر: ٥١] اور جس دن گواہ کھڑے ہوں گے۔
ترازو رکھے جانے کی وجہ سے	﴿وَنَضَعُ ٱلْمَوَٰزِينَ ٱلْقِسْطَ لِيَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِ﴾ [الأنبياء: ٤٧] اور ہم قیامت کے دن انصاف کے ترازو رکھیں گے۔

نام	آیت
الساعة (قیامت/گھڑی)	﴿إِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا﴾ [غافر: ٥٩] بے شک قیامت (گھڑی) آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں۔
یوم البعث (دوبارہ اٹھائے جانے کا دن)	﴿وَلَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَىٰ يَوْمِ الْبَعْثِ﴾ [الروم: ٥٦] اور تم اللہ کی کتاب میں دوبارہ اٹھائے جانے کے دن تک رہے۔
یوم الدین (جزا و سزا کا دن)	﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ [الفاتحة: ٤] جزا و سزا کے دن کا مالک
یوم الحسرة (حسرت کا دن)	﴿وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ﴾ [مريم: ٣٩] اور آپ انہیں حسرت کے دن سے ڈرا دیجیے۔
الدار الآخرة (آخرت کا گھر)	﴿وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ﴾ [العنكبوت: ٦٤] اور بے شک آخرت کا گھر ہی اصل زندگی ہے۔
یوم التناد (ایک دوسرے کو پکارنے کا دن)	﴿إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ﴾ [غافر: ٣٢] بے شک میں تم پر ایک دوسرے کو پکارنے کے دن سے ڈرتا ہوں۔
یوم الفصل (فیصلے کا دن)	﴿هَٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ﴾ [الصافات: ٢١] یہ فیصلے کا دن ہے جسے تم جھٹلاتے تھے۔
یوم الجمع (جمع ہونے کا دن)	﴿وَتُنذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيهِ﴾ [الشورى: ٧] اور آپ جمع ہونے کے دن سے ڈرائیں جس میں کوئی شک نہیں۔

نام	آیت
یوم الحساب (حساب کادن)	﴿وَقَالُوا رَبَّنَا عَجِّل لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ﴾ [ص: ١٦] اور انہوں نے کہا اے ہمارے رب ہمارا حصہ ہمیں حساب کے دن سے پہلے جلد دے دے۔
یوم الوعید (وعید کادن)	﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ ذَلِكَ يَوْمُ الْوَعِيدِ﴾ [ق: ٢٠] اور صور میں پھونکا جائے گا، یہی وعید کادن ہے۔
یوم الخلود (ہمیشگی کادن)	﴿ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ ذَلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ﴾ [ق: ٣٤] اس میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ، یہ ہمیشگی کا دن ہے۔
یوم الخروج (نکلنے کادن)	﴿يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذَلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ﴾ [ق: ٤٢] جس دن وہ سچی چنگھاڑ سنیں گے، وہی نکلنے کا دن ہے۔
الواقعة (واقع ہونے والی)	﴿إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ﴾ [الواقعة: ١] جب واقع ہونے والی واقع ہو جائے گی۔
الحاقة (برحق ہونے والی)	﴿الْحَاقَّةُ * مَا الْحَاقَّةُ﴾ [الحاقة: ١-٢] برحق ہونے والی، کیا ہے وہ برحق ہونے والی؟
الطامة الکبریٰ (بہت بڑی آفت)	﴿فَإِذَا جَاءَتِ الطَّامَّةُ الْكُبْرَى﴾ [النازعات: ٣٤] پس جب وہ بہت بڑی آفت آئے گی۔
الصاخة (کان پھاڑ دینے والی آواز)	﴿فَإِذَا جَاءَتِ الصَّاخَّةُ﴾ [عبس: ٣٣] پس جب وہ کان پھاڑ دینے والی آواز آئے گی۔
الآزفة (قریب آنے والی)	﴿أَزِفَتِ الْآزِفَةُ﴾ [النجم: ٥٧] قریب آنے والی قریب آگئی۔
القارعة (کھڑکھڑانے والی)	﴿الْقَارِعَةُ * مَا الْقَارِعَةُ﴾ [القارعة: ١-٢] کھڑکھڑانے والی، کیا ہے وہ کھڑکھڑانے والی؟

قیامت کی چھوٹی اور بڑی نشانیوں کے درمیان فرق

چھوٹی نشانیاں	بڑی نشانیاں
ایسی نشانیاں جو قیامت قائم ہونے سے کافی طویل عرصہ پہلے یا قربِ قیامت کے وقت ظاہر ہوتی ہیں، اور اس کی تمہید ہوتی ہیں۔	وہ عظیم اور بڑی نشانیاں جو قیامت قائم ہونے سے بالکل پہلے ظاہر ہوتی ہیں۔
یہ طویل مدت پر محیط ہوتی ہیں، جن کے درمیان تاخیر اور وقفہ پایا جاتا ہے۔	یہ قیامت سے کچھ ہی پہلے مختصر عرصے میں پے در پے واقع ہوتی ہیں۔
ان کا پے در پے ہونا ضروری نہیں ہے، یہ متفرق طور پر بھی واقع ہو سکتی ہیں۔	ظاہر ہونے پر یہ انتہائی تیزی سے پے در پے آتی ہیں۔
ان میں سے بہت سی واقع ہو چکی ہیں، اور کچھ کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔	(بعض میں اختلاف کے سوا) ان میں سے ابھی تک کوئی واقع نہیں ہوئی۔
یہ کسی ایک جگہ واقع ہو سکتی ہیں دوسری جگہ نہیں، یا کسی ایک قوم میں ظاہر ہو سکتی ہیں دوسری میں نہیں۔	یہ پوری دنیا کو شامل ہوں گی، اور پورے نظامِ کائنات پر اثر انداز ہوں گی۔
ان کی اکثریت حقیقتاً معمول کے حوادث ہوتے ہیں، اور ان کی نشانی کثرت سے واقع ہونا ہے۔	یہ غیر معمولی، عظیم اور مافوق الفطرت واقعات ہوتے ہیں۔
ان کے وقوع کے وقت لوگ دارِ امتحان (آزمائش) میں ہوتے ہیں اور توبہ قبول ہوتی ہے۔	ان کے ظاہر ہونے کے وقت آزمائش کا وقت ختم ہونے کے قریب ہوتا ہے۔
بعض لوگ ان کا انکار کر سکتے ہیں یا ان سے غافل ہو سکتے ہیں۔	ان کے واقع ہونے پر نہ انہیں ٹالا جا سکتا ہے اور نہ ان کی تاویل کی جا سکتی ہے۔
ان کا مقصد غفلت اور لمبی امیدوں سے تنبیہ اور ڈرانا ہے۔	ان کا مقصد تمام عذر ختم کرنا، اور دنیا کے خاتمے کی قربت کا اعلان کرنا ہے۔
مثال: نبی ﷺ کی بعثت، فتنوں کی کثرت، امانت کا ضیاع، قتل و غارت گری کی کثرت۔	مثال: دجال، عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، سورج کا مغرب سے طلوع۔

قیامت کی نشانیوں کا خلاصہ

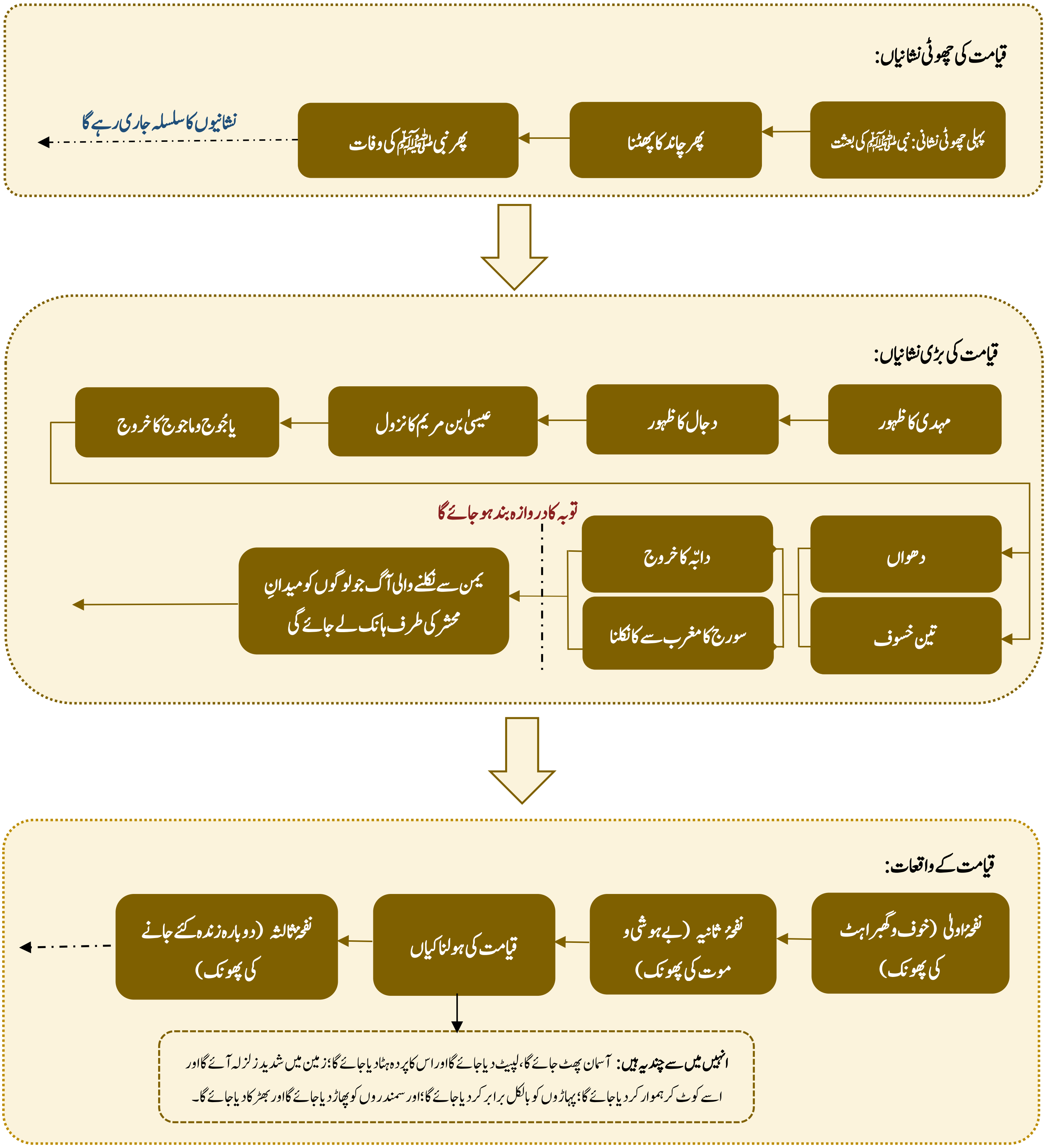

قیامت کی چھوٹی نشانیاں

اللہ تعالی کی اپنے بندوں پر رحمت وشفقت کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ اس نے انہیں قیامت کے قائم ہونے سے قبل ظاہر ہونے والی اس کی نشانیوں اور علامات سے آگاہ فرمایا ہے، تاکہ غافلین کو بیدار کیا جائے، کوتاہی کرنے والوں کو متنبہ کیا جائے، تمام لوگوں پر حجت قائم ہو، اور رسولِ اکرم ﷺ کی نبوت کی صداقت کی ایک واضح دلیل سامنے آئے۔

شرعی نصوص میں قیامت کی متعدد چھوٹی نشانیوں کا ذکر وارد ہوا ہے، جن میں سے بہت سی قیامت سے کافی طویل عرصہ پہلے ظاہر ہوں گی، اور جب قیامت کا وقت قریب آتا جائے گا تو ان کے ظہور میں بھی اضافہ ہوتا جائے گا، ان نشانیوں میں فتنوں کا پھیلنا، حالات کا بدلنا اور معاشرے میں عدل وانصاف کے نظام کا کمزور یا متزلزل ہونا نمایاں ہے، ان نشانیوں کا علم مومن کو غفلت سے بچانے، اپنے انجام پر غور کرنے اور اپنے رب سے ملاقات کی تیاری کرنے کی ترغیب دیتا ہے، تاکہ وہ اپنی دنیاوی زندگی کو اپنی آخرت کی کامیابی کے لیے استعمال کرے۔

قیامت کی چھوٹی نشانیاں بہت زیادہ ہیں؛ ان میں سے متعدد کا ذکر کتاب وسنت میں تفصیل کے ساتھ ملتا ہے۔ تاہم، اختصار کے پیشِ نظر، یہاں صرف ان میں سے بعض کو ذکر کیا جا رہا ہے جو رسول اللہ ﷺ سے صحیح اور ثابت شدہ احادیث کے ذریعے منقول ہیں:

(۱) نبی ﷺ کی بعثت	آپ ﷺ نے فرمایا: «بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ» متفق عليه۔ میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں جیسے یہ دو (انگلیاں)، اور آپ ﷺ نے شہادت کی انگلی اور بیچ والی انگلی سے اشارہ فرمایا۔
(۲) نبی ﷺ کی وفات	آپ ﷺ نے فرمایا: «اعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ... مَوْتِي» اخرجه البخاری۔ قیامت سے پہلے چھ چیزیں شمار کرو... میری وفات۔
(۳) چاند کا پھٹنا	اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ٱقْتَرَبَتِ ٱلسَّاعَةُ وَٱنشَقَّ ٱلْقَمَرُ﴾ [القمر: ١] قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا۔
(۴) بیت المقدس کی فتح	آپ ﷺ نے فرمایا: «اعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ... ثُمَّ فَتْحُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ» اخرجه البخاری۔ قیامت سے پہلے چھ چیزیں شمار کرو... پھر بیت المقدس کی فتح۔
(۵) طاعونِ عمواس (18ھ)	آپ ﷺ نے فرمایا: «ثُمَّ مُوتَانٌ يَأْخُذُ فِيكُمْ كَقُعَاصِ الْغَنَمِ» اخرجه البخاری۔ پھر ایک وبا جو تم میں اس طرح پھیل جائے گی جیسے بکریوں میں طاعون کی بیماری پھیل جاتی ہے۔
(٦) مال کی فراوانی	آپ ﷺ نے فرمایا: «ثُمَّ اسْتِفَاضَةُ الْمَالِ حَتَّى يُعْطَى الرَّجُلُ مِائَةَ دِينَارٍ فَيَظَلُّ سَاخِطًا» اخرجه البخاری۔ پھر مال اتنا عام ہو جائے گا کہ آدمی کو سو دینار دیے جائیں گے مگر وہ پھر بھی ناراض ہوگا۔
(۷) فتنوں کی کثرت	آپ ﷺ نے فرمایا: «بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ» اخرجه مسلم۔ اندھیری رات کے ٹکڑوں جیسے فتنے آنے سے پہلے نیک اعمال میں جلدی کرو۔
(۸) دو بڑے گروہوں کی جنگ	آپ ﷺ نے فرمایا: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ» متفق عليه۔ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دو گروہ آپس میں لڑیں گے جن کا دعویٰ ایک ہی ہوگا۔
(۹) جھوٹوں کی کثرت	آپ ﷺ نے فرمایا: «سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ» اخرجه ابوداود، وصححه الألباني۔ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، ہر ایک یہی دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے۔
(۱۰) امانت کا ضائع ہونا	آپ ﷺ نے فرمایا: «إِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ» اخرجه البخاری۔ جب امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔
(۱۱) علم کا اٹھا لیا جانا	آپ ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ» متفق عليه۔ بے شک اللہ علم کو بندوں کے سینوں سے چھین کر ختم نہیں کرے گا، بلکہ علم کو علماء کی وفات کے ذریعے اٹھا لے گا...

(۱۲) جہالت کی کثرت	آپ ﷺ نے فرمایا: «فَيَبْقَى نَاسٌ جُهَّالٌ» متفق عليه۔ پس جاہل لوگ باقی رہ جائیں گے؛ اور فرمایا: «إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ، وَيَثْبُتَ الْجَهْلُ» قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا اور جہالت پھیل جائے گی۔
(۱۳) زنا کا عام ہونا	آپ ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ... وَيَظْهَرَ الزِّنَا» متفق عليه۔ قیامت کی نشانیوں میں سے زنا کا عام ہونا ہے۔
(۱۴) حرام مال کھانا	آپ ﷺ نے فرمایا: «لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي الْمَرْءُ بِمَا أَخَذَ الْمَالَ، أَبِحَلَالٍ أَمْ بِحَرَامٍ» اخرجه النسائی، وصححه الألباني ۔ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی کو پروانہ ہوگی کہ اس نے مال حلال طریقے سے کمایا یا حرام طریقے سے۔
(۱۵) قتل وغارت گری کی کثرت	آپ ﷺ نے فرمایا: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكْثُرَ الْهَرْجُ» قالوا وما الهرج؟ قال «الْقَتْلُ الْقَتْلُ» متفق عليه۔ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ 'ہرج' کثرت اختیار کرلے، پوچھا گیا: ہرج کیا ہے؟ فرمایا: قتل، قتل۔
(۱۶) زمانے کا قریب ہوجانا	آپ ﷺ نے فرمایا: «يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ»؛ متفق عليه «فَتَكُونُ السَّنَةُ كَالشَّهْرِ، وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ...» اصحابِ سنن۔ زمانہ قریب ہو جائے گا؛ سال مہینے کی طرح ہو جائے گا اور مہینہ ہفتے کی طرح۔
(۱۷) زلزلوں کی کثرت	آپ ﷺ نے فرمایا: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُقْبَضَ الْعِلْمُ، وَتَكْثُرَ الزَّلَازِلُ» متفق عليه۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ علم اٹھا نہ لیا جائے اور زلزلوں کی کثرت نہ ہو جائے۔
(۱۸) عورتوں کی کثرت اور مردوں کی کمی	آپ ﷺ نے فرمایا: «مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ... تَكْثُرَ النِّسَاءُ، وَيَقِلَّ الرِّجَالُ» متفق عليه۔ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ... عورتیں کثرت سے ہوں گی اور مرد کم ہو جائیں گے۔
(۱۹) اونچی عمارتوں کی تعمیر میں مقابلہ	جب آپ ﷺ سے قیامت کی علامات کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: «أَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ» متفق عليه۔ یہ کہ تم ننگے پاؤں، برہنہ بدن لوگوں کو دیکھو گے کہ وہ بلند و بالا عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے پر فخر کریں گے۔
(۲۰) دنیا میں مقابلہ بازی	آپ ﷺ نے فرمایا: «أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا... فَتَنَافَسُوهَا» متفق عليه۔ مجھے تم پر یہ ڈر ہے کہ تم پر دنیا کشادہ کر دی جائے گی... پھر تم اس میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کروگے۔
(۲۱) ظلم کے مددگاروں کی کثرت	آپ ﷺ نے فرمایا: «سَيَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ شُرْطَةٌ، يَغْدُونَ فِي غَضَبِ اللَّهِ...» اخرجه احمد، وصححه الألباني ۔ آخری زمانے میں ایسے کارندے ہوں گے جو اللہ کی غضب میں صبح وشام کریں گے۔
(۲۲) قطع رحمی (رشتہ داری توڑنا)	آپ ﷺ نے فرمایا: «وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَظْهَرَ... وَقَطِيعَةُ الرَّحِمِ» اخرجه احمد، وصححه الألباني ۔ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ رشتہ داری توڑنا عام ہو جائے۔
(۲۳) جھوٹی گواہی کی کثرت	آپ ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ... وَشَهَادَةَ الزُّورِ، وَكِتْمَانَ شَهَادَةِ الْحَقِّ» اخرجه احمد، وصححه الألباني ۔ قیامت سے پہلے جھوٹی گواہی دینا اور سچی گواہی چھپانا عام ہو جائے گا۔
(۲۴) آلاتِ موسیقی کو حلال سمجھنا	آپ ﷺ نے فرمایا: «لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْحِرَ وَالْحَرِيرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ» اخرجه البخاری۔ میری امت میں ایسے لوگ ضرور پیدا ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور آلاتِ موسیقی کو حلال سمجھیں گے۔
(۲۵) زمین کا دھنسنا، شکلوں کا بگڑنا اور پتھر برسنا	آپ ﷺ نے فرمایا: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكُونَ فِي أُمَّتِي خَسْفٌ، وَمَسْخٌ، وَقَذْفٌ» اخرجه ابن حبان، وصححه الألباني ۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک میری امت میں زمین کے دھنسنے، شکلوں کے بگڑنے اور پتھروں کی بارش کے واقعات نہ ہو جائیں۔
(۲۶) لونڈی کا اپنی مالکن کو جننا	جب آپ ﷺ سے قیامت کی علامات کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: «أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا» متفق عليه۔ یہ کہ لونڈی اپنی مالکن کو جنم دے۔
(۲۷) خیانت کی کثرت	آپ ﷺ نے فرمایا: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى... وَيُخَوَّنَ الْأَمِينُ، وَيُؤْتَمَنَ الْخَائِنُ» اخرجه الحاكم وغيره، وصححه الألباني ۔ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ امانت دار کو خائن سمجھا جائے گا اور خائن کو امانت دار۔

(۲۸) تجارت کی کثرت	آپ ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ... وَفُشُوَّ التِّجَارَةِ، حَتَّى تُعِينَ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا عَلَى التِّجَارَةِ» اخرجه احمد، وصححه الألباني ۔ بے شک قیامت سے پہلے... تجارت پھیل جائے گی، یہاں تک کہ عورت تجارت میں اپنے شوہر کا ہاتھ بٹائے گی۔
(۲۹) پڑھائی لکھائی کا عام ہونا	آپ ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ... وَيَظْهَرَ الْقَلَمُ» اخرجه احمد، واستشهد به الألباني۔ بے شک قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ... قلم کا ظہور ہوگا (لکھنے پڑھنے کا رواج عام ہوگا)۔
(۳۰) مساجد کی زیب وزینت	آپ ﷺ نے فرمایا: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَتَبَاهَى النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ» اخرجه اصحابِ سنن، وصححه الألباني ۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک لوگ مسجدوں (کی تزئین وآرائش) پر ایک دوسرے کے سامنے فخر نہ کرنے لگیں۔
(۳۱) گمراہ کن داعیوں کی کثرت	آپ ﷺ نے فرمایا: «دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ، مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا» متفق عليه۔ (ایسے لوگ ہوں گے جو) جہنم کے دروازوں پر کھڑے ہو کر پکاریں گے، جس نے ان کی بات مانی، وہ اسے اس (جہنم) میں جھونک دیں گے۔
(۳۲) جھوٹے کی تصدیق	آپ ﷺ نے فرمایا: «سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ سَنَوَاتٌ خَدَّاعَاتٌ، يُصَدَّقُ فِيهَا الْكَاذِبُ» اخرجه ابن ماجه، وصححه الألباني ۔ لوگوں پر ایسے دھوکہ دینے والے سال آئیں گے جن میں جھوٹے کی تصدیق کی جائے گی۔
(۳۳) بدکلامی اور بدفعلی کا عام ہونا	آپ ﷺ نے فرمایا: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَظْهَرَ الْفُحْشُ» اخرجه ابن حبان و الحاكم، وصححه الألباني لغيره۔ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ بے حیائی عام ہو جائے۔
(۳۴) رویبضہ یعنی حقیر آدمی کا بات کرنا	آپ ﷺ نے فرمایا: «وَيَنْطِقُ فِيهَا الرُّوَيْبِضَةُ»، **یعنی** «الرَّجُلُ التَّافِهُ فِي أَمْرِ الْعَامَّةِ» اخرجه ابن ماجه، وصححه الألباني ۔ اس زمانے میں رُویبضہ بات کرے گا؛ یعنی حقیر آدمی جو عوامی معاملات میں مداخلت کرے گا۔
(۳۵) پڑوسی کے ساتھ برا سلوک	آپ ﷺ نے فرمایا: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَظْهَرَ... وَسُوءُ الْجِوَارِ» اخرجه الحاكم وغيره، وصححه الألباني ۔ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ظاہر نہ ہو جائے... پڑوسی کے ساتھ برا سلوک۔
(۳۶) موت کی تمنا کرنا	آپ ﷺ نے فرمایا: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ» متفق عليه۔ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ آدمی کسی کی قبر کے پاس سے گزرے گا اور کہے گا کاش میں اس کی جگہ ہوتا۔
(۳۷) سرزمین حجاز سے آگ کا نکلنا	آپ ﷺ نے فرمایا: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ، تُضِيءُ أَعْنَاقَ الْإِبِلِ بِبُصْرَى» متفق عليه۔ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ سرزمینِ حجاز سے ایک ایسی آگ نکلے گی جو بصریٰ میں اونٹوں کی گردنوں کو روشن کر دے گی۔

اہم تنبیہ

- چھوٹی نشانیوں کے مکمل نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ بڑی نشانیاں دور ہیں؛ بلکہ بعض چھوٹی نشانیاں بڑی نشانیوں کے ساتھ ہی واقع ہوں گی، جیسے قرآنِ کریم کا اٹھالیا جانا۔
- مسلمان کو چاہیے کہ موجودہ واقعات کو قیامت کی علامات پر منطبق کرنے میں حد سے زیادہ وسعت اختیار کرنے سے بچے، اور اس وقت تک کسی چیز پر حتمی حکم نہ لگائے جب تک وہ تفصیل سے معلوم نہ ہو؛ جیسے آپ ﷺ کی بعثت اور شق القمر۔ رہے وہ معاملات جو نصوص میں مختصر طور پر آئے ہیں، تو اس بات کو تسلیم کرنا واجب ہے کہ وہ قیامت کے قریب ہونے کی علامت ہیں، لیکن انہیں مخصوص واقعات پر فٹ کرنا محض ایک گمان ہے۔
- اوپر ذکر کی گئی زیادہ تر نشانیاں عملًا واقع ہو چکی ہیں، اور یہ بڑی نشانیوں کے قریب آنے کی علامت ہے، پس مسلمان کو چاہیے کہ وہ عبرت پکڑے اور قیامت کے دن کی تیاری کرے، جس دن کوئی شخص کسی کے کچھ کام نہ آئے گا اور معاملہ صرف اللہ کے ہاتھ میں ہوگا۔

قیامت کی بڑی نشانیاں

قیامت کی چھوٹی نشانیاں وقت کے ساتھ بتدریج ظاہر ہوتی رہی ہیں اور ہوتی رہیں گی، جبکہ اس کی بڑی نشانیاں عظیم، غیر معمولی اور فیصلہ کن واقعات پر مشتمل ہوں گی، ان کے ظہور کے ساتھ انسان آزمائش کے زمانے سے نکل کر انجامِ دنیا کے قریب پہنچ جائے گا۔ صحیح ابن حبان میں ہے: «خُرُوجُ الْآيَاتِ بَعْضُهَا عَلَى إِثْرِ بَعْضٍ يَتَتَابَعْنَ كَمَا يَتَتَابَعُ الْخَرَزُ» نشانیاں ایک دوسرے کے بعد اس طرح مسلسل ظاہر ہوں گی جیسے دھاگہ ٹوٹنے پر موتی یکے بعد دیگرے گرتے چلے جاتے ہیں۔

یہ بڑی نشانیاں ایسے عظیم حوادث ہیں جو دنیا کے نظام کو بدل کر رکھ دیں گے، دنیا کے اختتام کے قریب ہونے کی خبر دیں گے، اور لوگوں پر حجت کو مکمل کر دیں گے۔ کتاب وسنت میں ان نشانیوں کے تذکرے کا بنیادی مقصد انسان کو غفلت سے بیدار کرنا، اسے دنیا کی ناپائیداری کا احساس دلانا، توبہ اور اصلاح کی طرف متوجہ کرنا اور اس عظیم دن کی تیاری کی دعوت دینا ہے جس کے آنے کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ٹال نہیں سکتا۔

بڑی نشانیوں کے بیان میں اہم ترین حدیث وہ ہے جسے امام مسلم نے حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم قیامت کا تذکرہ کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مَا تَذَاكَرُونَ؟ تم کس چیز کا تذکرہ کر رہے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا: ہم قیامت کا ذکر کر رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: «إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتَّى تَرَوْنَ قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ» قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم اس سے پہلے دس نشانیاں دیکھ لو۔ البتہ آپ ﷺ کا یہ فرمان عَشْرَ آيَاتٍ (دس نشانیاں) حصر اور تحدید کے لیے نہیں، بلکہ توجہ دلانے کے طور پر ہے، کیونکہ بعض دیگر روایات میں مزید علامات بھی مذکور ہیں، اور ان تمام نشانیوں کی ترتیب بھی واضح طور پر ہر جگہ بیان نہیں ہوئی، اگرچہ بعض کی ترتیب احادیث میں وارد ہوئی ہے۔

اہم تنبیہ

اہلِ علم نے ذکر کیا ہے کہ بعض چھوٹی نشانیاں، بڑی نشانیوں کے زمانے میں بھی ظاہر ہوں گی۔ ان میں سے:

1- **خوشبودار ہوا:** جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے: «ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ رِيحًا طَيِّبَةً فَتَتَوَفَّى كُلَّ مَنْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ» پھر اللہ تعالیٰ ایک خوشبودار ہوا بھیجے گا، جو ہر اس شخص کی روح قبض کر لے گی جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا۔

اس کے بعد زمین پر کوئی مؤمن باقی نہیں رہے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى لَا يُقَالَ فِي الْأَرْضِ: اللَّهُ اللَّهُ» قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک زمین پر 'اللہ، اللہ' کہنے والا باقی نہ رہے۔ اور ایک روایت میں ہے: «حَتَّى لَا يُقَالَ فِي الْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ» یہاں تک کہ زمین میں 'لا إله إلا الله' کہنے والا کوئی باقی نہ رہے۔ اور صحیح بخاری میں ہے: «مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تُدْرِكُهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ أَحْيَاءٌ» بدترین لوگوں پر قیامت قائم ہوگی، جب کہ وہ زندہ ہوں گے۔

2- **قرآنِ کریم کا اٹھالیا جانا:** جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اثر میں، جسے امام دارمی نے روایت کیا ہے: «لَيُسْرَيَنَّ عَلَى الْقُرْآنِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَلَا يُتْرَكُ آيَةٌ فِي مُصْحَفٍ وَلَا فِي قَلْبِ أَحَدٍ إِلَّا رُفِعَتْ» قرآن پر ایک رات ایسی آئے گی کہ مصحف اور کسی کے دل میں کوئی آیت نہیں چھوڑی جائے گی مگر یہ کہ اسے اٹھالیا جائے گا۔

3- **کعبہ کا ڈھایا جانا:** آپ ﷺ نے فرمایا: «يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ» حبشہ کا پتلی اور چھوٹی پنڈلیوں والا شخص کعبہ کو ڈھادے گا۔ [متفق عليه]

پہلی بڑی نشانی: مہدی رحمۃ اللہ علیہ کا ظہور

کون ہیں؟	مہدی رسول اللہ ﷺ کے اہلِ بیت؛ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی نسل سے ایک شخص ہوں گے۔ ان کا نام محمد بن عبد اللہ یا بعض روایات کے مطابق احمد بن عبد اللہ ہو گا۔ ان کی پیشانی کشادہ اور ناک بلند و باریک ہو گی۔
ظہور	وہ مشرق کی جانب سے ظاہر ہوں گے، ایسے وقت میں جب لوگوں کے درمیان شدید اختلافات اور زلزلے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا، جس طرح وہ پہلے ظلم و جور سے بھر چکی ہو گی۔ وہ سات سال حکومت کریں گے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔ پھر جب ان کا انتقال ہو گا تو ان کے بعد زندگی میں خیر کم رہ جائے گی، کیونکہ فتنوں کی کثرت ہو جائے گی۔ **تنبیہ:** امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: «إن مرَّ بك المهديُّ وأنت في البيت، فلا تخرج إليه حتَّى يجتمع إليه النَّاس» یعنی: اگر مہدی تمہارے پاس سے گزریں اور تم گھر میں ہو تو اس وقت تک ان کے پاس مت جاؤ جب تک لوگ ان کے گرد جمع نہ ہو جائیں۔ (سوالاتِ آجُرّی، ابوداود)

دوسری بڑی نشانی: دجّال کا ظہور

کون ہے؟	دجال اولادِ آدم میں سے ایک انسان ہو گا۔ اس کی دائیں آنکھ کانی ہو گی، جبکہ دوسری آنکھ ایسی ہو گی جیسے ابھرا ہوا انگور ہو۔ وہ آخری زمانے میں کسی شدید غصے کی وجہ سے نکلے گا، اور اس کے ذریعے لوگوں کو ایک عظیم آزمائش میں مبتلا کیا جائے گا۔
فتنہ	اسے خارقِ عادت امور عطا کیے جائیں گے؛ مثلاً وہ آسمان کو بارش برسانے کا حکم دے گا اور زمین کو سبزہ اُگانے کا، تو اللہ کے حکم سے ایسا ہی ہو گا۔ زمین کے خزانے بھی اس کے پیچھے چلیں گے، وہ ایک شخص کو قتل کرے گا، پھر اسے دوبارہ زندہ کر دے گا، وہ نبوت کا دعویٰ کرے گا، حالانکہ حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں، پھر وہ الوہیت کا دعویٰ کرے گا، حالانکہ اللہ عزوجل ہر عیب سے پاک ہے اور وہ کانا نہیں ہے۔
مدتِ قیام	وہ چالیس دن زمین میں رہے گا: ایک دن ایک سال کے برابر، ایک دن ایک مہینے کے برابر، ایک دن ایک ہفتے کے برابر، اور باقی دن ہمارے معمول کے دنوں کی طرح ہوں گے۔ وہ پوری زمین میں پھرے گا، تاہم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہو سکے گا، کیونکہ فرشتے اسے ان دونوں مقدس شہروں میں داخل ہونے سے روک دیں گے۔
ہلاکت	اسی دوران امام مہدی ظاہر ہوں گے اور مسلمان بیت المقدس میں ان کے گرد جمع ہوں گے، پھر حضرت عیسیٰ ابنِ مریم علیہ السلام نازل ہوں گے اور اپنے نیزے کے ذریعے مسیحِ دجال کو قتل کریں گے، یوں اللہ تعالیٰ اپنے اس دشمن کو ہلاک کر دے گا اور دجال کا فتنہ اپنے انجام کو پہنچ جائے گا، اس کے ساتھ اس کے پیروکار بھی ہلاک کر دیے جائیں گے۔
واجب عمل	«مَنْ سَمِعَ بِالدَّجَّالِ فَلْيَنْأَ عَنْهُ» یعنی جو دجال کا سنے وہ اس سے دور رہے (ابوداود) اور اگر سامنا ہو جائے تو: «مَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ» یعنی سورۃ الکہف کی ابتدائی آیات پڑھے۔ (مسلم)

تیسری بڑی نشانی: عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نزول

رفع	جب یہودیوں کی عیسیٰ علیہ السلام سے دشمنی شدید ہو گئی اور انہوں نے ان کے قتل کا ارادہ کیا تو اللہ تعالی نے انہیں آسمان کی طرف اٹھالیا۔ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ﴾ [آل عمران: 55] بے شک میں تجھے قبض کرنے والا ہوں اور تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ پس وہ وہاں اللہ کے حکم تک زندہ ہیں۔
نزول	دمشق کے مشرق میں واقع سفید مینار کے قریب نازل ہوں گے۔ وہ دو ہلکے زرد رنگ کے کپڑوں میں ملبوس ہوں گے اور دو فرشتوں کے پروں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے ہوں گے۔ جب وہ اپنا سر جھکائیں گے تو اس سے قطرے ٹپکیں گے، اور جب اسے اٹھائیں گے تو ان کے سر سے موتیوں کی مانند قطرے گریں گے۔
اوصاف	صحیح احادیث میں آیا ہے کہ وہ درمیانہ قد، سرخ وسفید رنگت اور کشادہ سینے والے ہوں گے۔ ان کے بال گھنگریالے اور کندھوں تک ہوں گے، جبکہ ان کی رنگت گندمی ہو گی۔
دجال کا قتل	پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو تلاش کریں گے، جب دجال انہیں دیکھے گا تو پانی میں نمک کے گھلنے کی طرح پگھلنے لگے گا۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام اسے یونہی چھوڑ بھی دیں تب بھی وہ پگھل کر ہلاک ہو جائے گا، لیکن اللہ تعالی اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل کروائے گا، چنانچہ وہ اپنے نیزے پر اسے اس کا خون دکھائیں گے، اور بابِ لدّ کے مشرقی دروازے کے پاس اسے نیزے سے قتل کر دیں گے، بالآخر اللہ عزوجل اسے اُفیق کی گھاٹی کے قریب ہلاک کر دے گا۔
لوگوں کی امامت	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور دجال کے قتل کے بعد لوگ سات برس تک ایسی پُر امن زندگی گزاریں گے کہ کسی دو افراد کے درمیان ذرّہ برابر دشمنی باقی نہ رہے گی۔ اس زمانے میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام امتِ محمدیہ میں، حضرت محمد ﷺ کی نبوت کی تصدیق کرنے والے اور آپ ﷺ ہی کی شریعت وملت کے پیروکار کی حیثیت سے رہیں گے۔ وہ ایک عادل فرمانروا، ہدایت یافتہ امام اور مکمل انصاف کرنے والے حاکم ہوں گے۔ وہ لوگوں کو اسلام پر قائم رکھنے اور اسی کے غلبے کے لیے جہاد کریں گے، صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، اور ان کی اقتدا میں نمازیں ادا کی جائیں گی۔ وہ جزیہ ختم کر دیں گے، اسی طرح زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے عامل بھیجنے کی ضرورت بھی باقی نہیں رہے گی، یہاں تک کہ نہ کسی بکری پر زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے کوئی شخص بھیجا جائے گا اور نہ کسی اونٹ پر۔ نیز لوگوں کے دلوں سے کینہ، باہمی بغض، عداوت اور حسد مکمل طور پر ختم کر دیے جائیں گے، اور معاشرہ امن، محبت اور اخوت کا گہوارہ بن جائے گا۔
وفات	حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس سال تک قیام فرمائیں گے، پھر اللہ تعالی انہیں وفات دے گا، اس کے بعد مسلمان آپ کی نمازِ جنازہ ادا کریں گے۔ یہ سب کچھ یاجوج وماجوج کی ہلاکت کے بعد پیش آئے گا۔

چوتھی بڑی نشانی: یاجوج وماجوج کا خروج

کون ہیں؟	بنی آدم ہی میں سے ایک مخلوق ہیں، حدیثِ مبارک میں ہے: «أبشروا فإنَّ منكم رجلًا ومن يأجوجَ ومأجوجَ ألفٌ» (متفق عليه)۔ یہ لوگ حضرت ذوالقرنین کے زمانے میں فتنہ وفساد برپا کرتے تھے، چنانچہ ذوالقرنین نے ان کے اور دوسری اقوام کے درمیان لوہے اور پگھلے ہوئے تانبے کی ایک مضبوط دیوار بنا دی، وہ اس کے پیچھے محصور رہیں گے، یہاں تک کہ اللہ تعالی ان کے خروج کا وقت مقرر فرمائے گا۔

خروج	دجال کی ہلاکت کے بعد، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں یاجوج وماجوج کا خروج ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے خروج کی خبر دے گا اور انہیں حکم دے گا کہ اہلِ ایمان کو طور پہاڑ کی طرف لے جائیں، یاجوج وماجوج بڑی تعداد میں نکلیں گے اور بحیرۂ طبریہ کے تمام پانی کو پی جائیں گے۔ پھر آگے بڑھتے ہوئے بیت المقدس تک پہنچ جائیں گے۔
غرور	اپنی کثرت اور طاقت پر مغرور ہو کر وہ کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں کو ہلاک کر دیا، اب آسمان والوں کو بھی قتل کریں گے، اس پر اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کر دے گا، جس سے وہ سب ہلاک ہو جائیں گے۔
ہلاکت	جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اہلِ ایمان یاجوج وماجوج کے محاصرے سے سخت پریشان ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک ایسا کیڑا پیدا کر دے گا جس سے وہ سب ایک ہی وقت میں ہلاک ہو جائیں گے۔ صبح کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اہلِ ایمان دیکھیں گے کہ یاجوج وماجوج کی لاشیں ہر طرف پڑی ہوئی ہیں، پھر اللہ تعالیٰ ایسے بڑے پرندے بھیجے گا جو ان کی لاشوں کو اٹھا کر جہاں اللہ چاہے گا، پھینک دیں گے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایسی بارش نازل فرمائے گا جو زمین کو دھو کر صاف کر دے گی۔

پانچویں سے نویں تک بڑی نشانیاں

تین خسوف	حدیث میں ہے: «لن تقوم الساعةُ حتَّى ترَوا قبلَها عشرَ آياتٍ» اور ان میں شمار کیا: «خسفٌ بالمشرق، وخسفٌ بالمغرب، وخسفٌ بجزيرة العرب» (مسلم) راجح یہی ہے کہ یہ آخری زمانے میں اس وقت واقع ہوں گے جب گناہ اور معاصی عام ہو چکے ہوں گے۔
دھواں	اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَٱرْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي ٱلسَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ﴾ [الدخان: ١٠]۔ پس آپ اس دن کا انتظار کیجیے جب آسمان ایک ظاہر دھواں لے کر آئے گا۔ اس آیت کی تفسیر میں دو اقوال ہیں: • حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس سے مراد وہ سخت قحط اور مصیبت ہے جو رسول اللہ ﷺ کی بددعا کے نتیجے میں قریش پر آئی تھی۔ • حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر اہلِ علم کے نزدیک اس سے مراد وہ دھواں ہے جو آخری زمانے میں ظاہر ہوگا، اور اس موقف کی تائید صحیح مسلم کی اس حدیث سے ہوتی ہے: «بادِرُوا بِالْأَعْمَالِ سِتًّا: طُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، أَوِ الدُّخَانَ...» چھ چیزوں کے ظاہر ہونے سے پہلے نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو: (ان میں سے) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، یا دھواں
سورج کا مغرب سے نکلنا	اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ ءَايَٰتِ رَبِّكَ لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَٰنُهَا لَمْ تَكُنْ ءَامَنَتْ مِن قَبْلُ﴾ [الأنعام: ١٥٨] جس دن آپ کے رب کی بعض نشانیاں آ جائیں گی، اس دن کسی ایسے شخص کا ایمان اسے فائدہ نہیں دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو۔ صحیح بخاری و مسلم میں نبی کریم ﷺ سے روایت ہے: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا، فَإِذَا رَآهَا النَّاسُ آمَنَ مَنْ عَلَيْهَا، فَذَاكَ حِينَ: ﴿لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَٰنُهَا لَمْ تَكُنْ ءَامَنَتْ مِن قَبْلُ﴾» قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو۔ پھر جب لوگ اسے دیکھ لیں گے تو روئے زمین کے تمام لوگ ایمان لے آئیں گے، لیکن یہی وہ وقت ہوگا جب اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان صادق آئے گا: ﴿لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَٰنُهَا لَمْ تَكُنْ ءَامَنَتْ مِن قَبْلُ﴾
دابۃ الارض کا نکلنا	اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَإِذَا وَقَعَ ٱلْقَوْلُ عَلَيْهِمْ﴾ یعنی جب ان پر وعیدِ الٰہی پوری ہونے کا وقت آ جائے گا، کیونکہ وہ نافرمانی، بدکاری اور سرکشی میں حد سے بڑھ چکے ہوں گے، ﴿أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ ٱلْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ﴾ [النمل: ٨٢] تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک دابّہ نکالیں گے جو ان سے گفتگو کرے گا۔ یہ دابّہ چاشت کے وقت لوگوں کے سامنے ظاہر ہوگا۔ امام احمد اور امام ترمذی نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے: «تَخْرُجُ الدَّابَّةُ وَمَعَهَا عَصَىٰ مُوسَىٰ وَخَاتَمُ سُلَيْمَانَ، فَتَجْلُو وَجْهَ الْمُؤْمِنِ بِالْعَصَىٰ، وَتَخْطِمُ أَنْفَ الْكَافِرِ بِالْخَاتَمِ، حَتَّىٰ إِنَّ أَهْلَ الْخِوَانِ يَجْتَمِعُونَ فَيَقُولُونَ هَٰذَا: يَا مُؤْمِنُ، وَيَقُولُونَ هَٰذَا: يَا كَافِرُ» دابّہ نکلے گا، اور اس کے ساتھ موسیٰؑ کی لاٹھی اور سلیمانؑ کی انگوٹھی ہوگی۔ وہ لاٹھی کے ذریعے مؤمن کے چہرے کو روشن کر دے گا، اور انگوٹھی کے ذریعے کافر

کی ناک پر مہر لگادے گا، یہاں تک کہ دستر خوان پر بیٹھنے والے لوگ جمع ہوں گے تو اس شخص سے کہیں گے: اے مؤمن! اور دوسرے سے کہیں گے: اے کافر! اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ دابّہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا بچہ ہوگا۔ واللہ اعلم

آگ کا نکلنا

یہ قیامت کی بڑی نشانیوں میں سب سے آخری نشانی ہوگی، اور اس کے بعد قیامت قائم ہو جائے گی۔

امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «وَآخِرُ ذَلِكَ: نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ إِلَىٰ مَحْشَرِهِمْ» اور ان سب کے آخر میں ایک آگ نکلے گی جو یمن سے ظاہر ہوگی اور لوگوں کو ان کے میدانِ حشر کی طرف ہانک لے جائے گی۔

اور ایک روایت میں ہے: «نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قُعْرَةِ عَدَنٍ تَرْحَلُ النَّاسَ» ایک آگ عدن کے نشیبی علاقے سے نکلے گی اور لوگوں کو ہانک کر لے چلے گی۔

نیز امام احمد اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے «سَتَخْرُجُ نَارٌ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مِنْ بَحْرِ حَضْرَمَوْتَ -أَوْ مِنْ حَضْرَمَوْتَ- تَحْشُرُ النَّاسَ» قیامت سے پہلے حضر موت کے سمندر یا حضر موت سے، ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو جمع کر کے میدانِ حشر کی طرف لے جائے گی۔

اور امام بخاری نے حضرت انسؓ سے تعلیقاً روایت کیا ہے: «نَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَىٰ الْمَغْرِبِ» ایک آگ جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف ہانک کر جمع کرے گی۔

قیامت کی نشانیوں اور اس کی ہولناکیوں سے متعلق وارد قرآنی آیات

قیامت کب آئے گی؟

- ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا آپ فرما دیجئے اس کا علم صرف میرے رب ہی کے پاس ہے اس کے وقت پر اس کو سوائے اللہ کے کوئی اور ظاہر نہ کرے گا وہ آسمانوں اور زمین میں بڑا بھاری (حادثہ) ہوگا وہ تم پر محض اچانک آپڑے گی۔ وہ آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں جیسے گویا آپ اس کی تحقیقات کر چکے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم خاص اللہ ہی کے پاس ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ [الأعراف: ١٨٧]
- ﴿وَمَآ أَمْرُ ٱلسَّاعَةِ إِلَّا كَلَمْحِ ٱلْبَصَرِ أَوْ هُوَ أَقْرَبُ﴾ اور قیامت کا امر تو ایسا ہی ہے جیسے آنکھ کا جھپکنا، بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب۔ [النحل: ٧٧]
- ﴿إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا﴾ بے شک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے۔ [لقمان: ٣٤]
- ﴿يَسْأَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا﴾ اور لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے! کہ اس کا علم تو اللہ ہی کو ہے، آپ کو کیا خبر بہت ممکن ہے قیامت بالکل ہی قریب ہو۔ [الأحزاب: ٦٣]
- ﴿إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ قیامت کا علم اللہ ہی کی طرف لوٹایا جاتا ہے۔ [فصلت: ٤٧]
- ﴿وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ﴾ اور آپ کو کیا خبر شاید قیامت قریب ہی ہو۔ [الشورى: ١٧]
- ﴿وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ اور قیامت کا علم اسی کے پاس ہے۔ [الزخرف: ٨٥]
- ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا * فِيمَ أَنْتَ مِنْ ذِكْرَاهَا * إِلَىٰ رَبِّكَ مُنْتَهَاهَا﴾ وہ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا؟ آپ کو اس کے بیان سے کیا تعلق! اس کا آخری علم تو آپ کے رب ہی کی طرف ہے۔ [النازعات: ٤٢-٤٤]

چھوٹی نشانیوں سے متعلق آیات

- ﴿فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا فَأَنَّى لَهُمْ إِذَا جَاءَتْهُمْ ذِكْرَاهُمْ﴾ تو کیا یہ قیامت کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ ان کے پاس اچانک آ جائے یقیناً اس کی علامتیں تو آ چکی ہیں پھر جبکہ ان کے پاس قیامت آ جائے انہیں نصیحت کرنا کہاں ہوگا۔ [محمد: ١٨]
- ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ خشکی اور تری میں لوگوں کی بداعمالیوں کے باعث فساد پھیل گیا۔ اس لئے کہ انہیں ان کے بعض کرتوتوں کا پھل اللہ تعالیٰ چکھادے (بہت) ممکن ہے کہ وہ باز آ جائیں۔ [الروم: ٤١]
- ﴿اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴾ قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔ [القمر: ١]

بڑی نشانیوں سے متعلق آیات

- ﴿فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا﴾ پھر جب میرے رب کا وعدہ آئے گا تو وہ اس کو ریزہ ریزہ کر دے گا، اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے۔ یعنی وہ دیوار جو ذوالقرنین نے یاجوج وماجوج کے لئے تعمیر کیا تھا۔ [الكهف: ٩٨]
- ﴿حَتَّى إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ﴾ یہاں تک کہ یاجوج اور ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ [الأنبياء: ٩٦]
- ﴿وَإِنَّهُ﴾ اور بے شک وہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ﴿لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا﴾ قیامت کی ایک نشانی ہے پس تم اس میں شک نہ کرو۔ [الزخرف: 61]
- ﴿وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ﴾ اہل کتاب میں ایک بھی ایسا نہ بچے گا جو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لا چکے اور قیامت کے دن آپ ان پر گواہ ہونگے۔ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد، ان کی وفات سے پہلے) [النساء: ١٥٩]
- ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ﴾ سو آپ اس دن کا انتظار کیجئے جب آسمان سے صریح دھواں ظاہر ہوگا۔ [الدخان: ١٠]
- ﴿وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ﴾ جب ان کے اوپر عذاب کا وعدہ ثابت ہو جائے گا، ہم زمین سے ان کے لئے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرتا ہوگا کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں کرتے تھے۔ [النمل: ٨٢]
- ﴿يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا﴾ جس روز آپ کے رب کی کوئی بڑی نشانی (اس سے مراد سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے) آ پہنچے گی کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا۔ ہو آپ فرما دیجئے کہ تم منتظر رہو ہم بھی منتظر ہیں۔ [الأنعام: ١٥٨]

قیامت کی ہولناکیوں سے متعلق آیات

زمین کا انجام:

- ﴿وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ * وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ﴾ اور جب زمین پھیلا دی جائے گی، اور جو کچھ اس کے اندر ہوگا اسے باہر نکال دے گی اور خالی ہو جائے گی۔ [الانشقاق: ٣-٤]
- ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا * وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا﴾ جب زمین اپنی پوری شدت کے ساتھ ہلا دی جائے گی، اور اپنے بوجھ باہر نکال دے گی۔ [الزلزلة: ١-٢]
- ﴿إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا﴾ جب زمین زور سے ہلا دی جائے گی۔ [الواقعة: ٤]
- ﴿يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ﴾ جس دن زمین اور پہاڑ کانپ اٹھیں گے۔ [المزمل: ١٤]
- ﴿كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا﴾ ہرگز نہیں! جب زمین کو پے در پے کوٹ کر برابر کر دیا جائے گا۔ [الفجر: ٢١]
- ﴿وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً﴾ اور زمین اور پہاڑ اٹھا کر ایک ہی ضرب سے ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے۔ [الحاقة: ١٤]

پہاڑوں کا انجام:

- ﴿وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ﴾ اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔ [التكوير: ٣]
- ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا * فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا * لَا تَرَى فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا﴾ وہ آپ سے پہاڑوں کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دیجیے: میرا رب انہیں ریزہ ریزہ کردے گا، پھر زمین کو ہموار میدان چھوڑ دے گا، جس میں نہ کوئی نشیب ہوگا اور نہ بلندی۔ [طه: ١٠٥-١٠٨]
- ﴿إِنَّ الْجَحِيمَ لَمِرْصَادٌ * لِلطَّاغِينَ مَآبًا﴾ بے شک جہنم گھات میں ہے، سرکشوں کا ٹھکانا۔ [النبأ: ٢١-٢٢]
- ﴿وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ﴾ اور پہاڑ دُھنی ہوئی رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے۔ [القارعة: ٥]
- ﴿وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا * فَكَانَتْ هَبَاءً مُنْبَثًّا﴾ اور پہاڑ چلائے جائیں گے، پھر وہ اڑتے ہوئے غبار کی طرح ہو جائیں گے۔ [الواقعة: ٥-٦]

سورج، چاند اور ستاروں کا انجام:

- ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ * وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ﴾ جب سورج لپیٹ دیا جائے گا، اور ستارے بے نور ہو کر جھڑ جائیں گے۔ [التكوير: ١-٢]
- ﴿وَخَسَفَ الْقَمَرُ * وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ﴾ اور چاند بے نور ہو جائے گا، اور سورج و چاند جمع کر دیے جائیں گے۔ [القيامة: ٨-٩]
- ﴿وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ﴾ اور جب سیارے بکھر جائیں گے۔ [الانفطار: ٢]

سمندروں کا انجام:

- ﴿وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ﴾ اور جب سمندر پھاڑ دیے جائیں گے۔ [الانفطار: ٣]
- ﴿وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ﴾ اور جب سمندر بھڑکا دیے جائیں گے۔ [التكوير: ٦]

آسمان کا انجام:

- ﴿وَ اِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ﴾ اور جب آسمان کی کھال اتار لی جائے گی۔ [التكوير: ١١]
- ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ﴾ اور جب آسمان پھٹ جائے گا۔ [الانفطار: ١]
- ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ جب آسمان پھٹ جائے گا۔ [الانشقاق: ١]
- ﴿فَإِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ﴾ پھر جب آسمان پھٹ جائے گا تو وہ پگھلے ہوئے تیل کی مانند سرخ گلابی رنگ کا ہو جائے گا۔ [الرحمن: ٣٧]
- ﴿وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ تَنْزِيلًا ﴾ اور جس دن آسمان بادلوں سمیت پھٹ جائے گا اور فرشتے یکے بعد دیگرے اتارے جائیں گے۔ [الفرقان: ٢٥]
- ﴿وَيَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ﴾ اور جس دن ہم آسمان کو اس طرح لپیٹ دیں گے جیسے لکھے ہوئے صحیفے لپیٹے جاتے ہیں۔ [الأنبياء: ١٠٤]
- ﴿وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ﴾ اور تمام آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ [الزمر: ٦٧]
- ﴿وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا﴾ اور آسمان کھول دیا جائے گا، پس وہ دروازوں کی شکل اختیار کر لے گا۔ [النبأ: ١٩]

قیامت کے دن کی ہولناکیاں

قیامت کا برپا ہونا ایک نہایت عظیم اور ہولناک معاملہ ہے، اور اس کی سب سے بڑی دہشت ناک کیفیات میں سے ایک یہ ہے کہ آسمان و زمین اور پوری کائنات کا نظام یکسر بدل جائے گا۔ آسمان، زمین، سورج، چاند، ستارے، پہاڑ اور سمندر سب میں ایسی ہولناک تبدیلیاں رونما ہوں گی جو اپنے آپ میں عبرت کے لیے کافی ہیں، پھر اس کے بعد حساب و کتاب اور بارگاہِ الٰہی میں پیشی کے مراحل کس قدر ہولناک ہوں گے!

آسمان میں رونما ہونے والی تبدیلیاں

پھٹنا، شق ہونا اور کمزور پڑ جانا	﴿إِذَا السَّمَاءُ انفَطَرَتْ﴾ جب آسمان پھٹ جائے گا [الانفطار: ١] ، ﴿إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ﴾ جب آسمان شق ہو جائے گا۔ [الانشقاق: ١]
دروازے بن جانا	یعنی فرشتوں کے اترنے کے لیے راستوں اور دروازوں کی صورت اختیار کر لینا۔ ﴿وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا﴾[النبأ: ١٩] اور آسمان کھول دیا جائے گا تو اس میں دروازے دروازے ہو جائیں گے۔
رنگ بدلنا، باریک ہونا اور بوسیدہ ہو جانا	﴿فَإِذَا انشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ﴾ [الرحمن: ٣٧] پھر جب آسمان پھٹ جائے گا تو وہ سرخ گلاب اور پگھلے ہوئے تیل کی طرح ہو جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وہ کبھی پگھلے ہوئے تانبے کی مانند، کبھی تیل کی تلچھٹ کی مانند ہو جائے گا، کمزور پڑ جائے گا اور پھٹ جائے گا۔
اپنی جگہ سے ہٹا دیا جانا	﴿وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ﴾ اور جب آسمان کی کھال اتار دی جائے گی۔ [التكوير: ١١]
لپیٹ دیا جانا	﴿يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ﴾ جس دن ہم آسمان کو یوں لپیٹ لیں گے جیسے طومار میں اوراق لپیٹ دیے جاتے ہیں۔ [الأنبياء: ١٠٤] ﴿وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ﴾ اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ [الزمر: ٦٩]

ستاروں، سورج اور چاند میں تبدیلیاں

سورج	اس کی روشنی ختم ہو جائے گی اور وہ لپیٹ دیا جائے گا: ﴿إِذَا ٱلشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ جب سورج لپیٹ دیا جائے گا۔ [التكوير: ١] اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورج اور چاند قیامت کے دن بے نور کر کے لپیٹ دیے جائیں گے۔ [بخاری]
چاند	﴿وَإِذَا ٱلنُّجُومُ ٱنكَدَرَتْ﴾ [التكوير: ١] (اور جب ستارے بے نور ہو جائیں گے) اس کا نور ختم ہو جائے گا اور وہ سورج کے ساتھ جمع کر دیا جائے گا: ﴿وَجُمِعَ ٱلشَّمْسُ وَٱلْقَمَرُ﴾ اور سورج و چاند کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے گا۔ [القيامة: ٩]
سیارے اور ستارے	ماند پڑ جائیں گے اور بکھر جائیں گے: ﴿وَإِذَا ٱلْكَوَاكِبُ ٱنتَثَرَتْ﴾ [الانفطار: ٢]

زمین اور اس میں موجود چیزوں کی تبدیلیاں

زمین	زلزلے میں آ جائے گی اور ہموار میدان بن جائے گی، پہاڑوں والی اور آبادیوں والی زمین محض ایک سیدھا میدان بن کر رہ جائے گی۔
پہاڑ	چلنے لگیں گے، پھر ٹوٹ پھوٹ کر ایسے بکھر جائیں گے کہ ان کا کچھ نشان باقی نہ رہے گا، اور ان کی جگہ ایک صاف چٹیل میدان رہ جائے گا۔

سمندر	پھاڑ دیے جائیں گے، ایک دوسرے میں مل جائیں گے، پھر آگ بن کر بھڑک اٹھیں گے۔

یہ ساری تبدیلیاں قیامت قائم ہونے کے بعد، صور پھونکے جانے کے بعد وقوع پذیر ہوں گی، اور اس وقت تک جاری رہیں گی جب تک جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم (اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے) میں داخل نہ ہو جائیں، پھر تمام امور کو قرار وثبات حاصل ہو گا۔

یہ سب مسلسل رونما ہونے والی تبدیلیاں اور ہولناک چیزیں ہیں؛ چنانچہ سورج اور چاند اپنی عظمت اور روشنی کے باوجود اتنی بڑی تبدیلیوں کی زد میں آجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿فَإِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ﴾ جب آنکھیں پتھرا جائیں گی یعنی یومِ قیامت کے ہولناک مناظر سے، ﴿وَخَسَفَ الْقَمَرُ﴾ چاند بے نور اور اس کا تسلط ختم ہو جائے گا، ﴿وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ﴾ اور سورج و چاند اکٹھے کر دئے جائیں گے۔ اس وقت تمام سارے لوگ جان لیں گے کہ یہ اللہ کا سچا وعدہ تھا، اور وہ ایسے رب کی طرف پیش ہونے والے ہیں جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ تب انسان گھبرا کر پکار اٹھے گا: ﴿يَقُولُ الْإِنسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفَرُّ﴾ انسان اس دن کہے گا کہ بھاگنے کی جگہ کہاں ہے؟ تب اسے وہ جواب ملے گا جو بھاگنے کی ہر امید ختم کر دے گا: ﴿كَلَّا لَا وَزَرَ﴾ ہر گز نہیں! کوئی پناہ گاہ نہیں ہے؛ کوئی ایسا قلعہ نہیں جس میں پناہ لی جاسکے، نہ کوئی پہاڑ جس کی اوٹ لی جاسکے، اور نہ ہی کوئی جاہ و منصب، مال یا اولاد کام آئے گی، ﴿إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ﴾ آج کے دن صرف تیرے رب ہی کی طرف ٹھکانا ہے۔

اس دن تمام حقیقتیں آشکار ہو جائیں گی، تمام پردے اٹھ جائیں گے، دنیا کی ساری چمک دمک مٹ جائے گی، اور بندے پر واضح ہو جائے گا کہ وہ کس قدر غفلت میں تھا، جب وہ توبہ کو ٹالتا رہا، لمبی عمر کی امیدیں باندھتا رہا، اور یہ سمجھتا رہا کہ معاملہ آسان ہے۔

اے اللہ کے بندے! جس ذات کے قبضۂ قدرت میں سورج اور چاند ہیں، جو آسمان و زمین کے پورے نظام کو بدل دینے پر قادر ہے، وہ یقیناً تجھے بھی اس مقام (میدانِ حشر) پر کھڑا کرے گی جہاں تیرے اپنے اعمال کے سوا کچھ بھی تیرے کام نہ آئے گا۔ پس بتا! تو نے اس دن کے لئے کیا تیاری کی ہے، جس دن اعمال نامے لپیٹے اور پھر کھولے جائیں گے، اور تمام اعمال اس اللہ رب العالمین کے سامنے پیش کئے جائیں گے جس تیرے ہر ظاہر و باطن سے باخبر ہے۔

تو نے اس گھڑی کے لئے کیا سامان کیا ہے، جب کہا جائے گا: ﴿اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا﴾ [الاسراء: 14] لے! خود ہی اپنی کتاب آپ پڑھ لے۔ آج تو تو آپ ہی اپنا خود حساب لینے کو کافی ہے۔

پس سچی توبہ کی طرف جلدی کرو، باقی ماندہ زندگی میں نیک عمل اختیار کرو، اللہ تعالیٰ تمہارے گزشتہ گناہوں کو معاف فرمادے گا۔ جان لو کہ دنیا خواہ کتنی ہی طویل معلوم ہو، حقیقت میں بہت مختصر ہے، اور عمر خواہ کتنی ہی دراز ہو، ایک نہ ایک دن ختم ہونے والی ہے۔ کامیاب وہی ہے جو صور پھونکے جانے سے پہلے نصیحت حاصل کرلے، یومِ قیامت کی جزع و فزع سے پہلے اپنی تیاری کرلے، اور اپنے رب کے دروازے پر عاجزی اور انکساری کے ساتھ حاضر ہو جائے۔ جو اللہ کے ساتھ ہو جائے، اللہ اس کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ جو اللہ کی طرف بھاگ کر آئے، اللہ اسے اپنی پناہ عطا فرماتا ہے۔ جو اپنی باطن کی اصلاح کرے، اللہ اس کے ظاہر کی بھی اصلاح فرمادیتا ہے، جو توبہ میں سچا ہو، اللہ تعالیٰ اس کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ إِذَا ذُكِّرَ تَذَكَّرَ، وَإِذَا وُعِظَ اتَّعَظَ، وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْغَافِلِينَ (اے اللہ! ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما جنہیں نصیحت کی جائے تو نصیحت قبول کریں، جب انہیں وعظ کیا جائے تو وہ اس سے سبق حاصل کریں، اور ہمیں غافلوں میں سے نہ بنا)۔

آخرت میں مؤمن اور کافر کا انجام

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں قیامت کے دن کے ہولناک مناظر، عظیم مراحل اور مختلف احوال کو واضح طور پر بیان فرمایا ہے۔ اس دن تمام مخلوق کا انجام کامل عدل اور بے پایاں حکمت کے مطابق دو بالکل مختلف راستوں میں تقسیم کر دیا جائے گا: ایک راستہ وہ ہے جو اہلِ ایمان کو اللہ تعالیٰ کی رضا، عزت اور دائمی نعمتوں تک پہنچائے گا، جبکہ دوسرا راستہ وہ ہے جو کافروں کو اللہ تعالیٰ کی ناراضی، رسوائی اور دردناک عذاب تک لے جائے گا۔

قیامت کے دن پیش آنے والے اہم مراحل میں دوبارہ زندہ کیا جانا، میدانِ حشر میں جمع ہونا، اللہ تعالیٰ کے حضور پیشی، اعمال کا حساب، نامۂ اعمال کی تقسیم، میزانِ اعمال کا قائم ہونا اور پلِ صراط سے گزرنا شامل ہیں۔ یہ تمام مراحل انسان کے انجام کا فیصلہ کرنے والے اہم مراحل ہوں گے، جن کے ذریعے اہلِ ایمان اور اہلِ کفر کے درمیان واضح امتیاز ظاہر ہو جائے گا۔ ان مراحل میں اہلِ ایمان اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کامیابی سے سرفراز ہوں گے، جبکہ تمام عذر و بہانے ختم ہو جائیں گے اور ایمان و تکذیب کے حقیقی نتائج پوری طرح سامنے آ جائیں گے۔

لہٰذا قیامت کے ان مراحل کا تذکرہ محض ایک واقعے کی خبر نہیں، بلکہ انسان کے لیے ایک عظیم نصیحت اور تنبیہ ہے۔ یہ اسے دنیا کی غفلت سے بیدار کرتا، اپنے اعمال کا محاسبہ کرنے کی دعوت دیتا اور اس عظیم دن کی تیاری کی ترغیب دیتا ہے؛ کیونکہ اس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ اولاد، بلکہ کامیاب وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے حضور پاکیزہ اور سلیم دل لے کر حاضر ہوگا۔

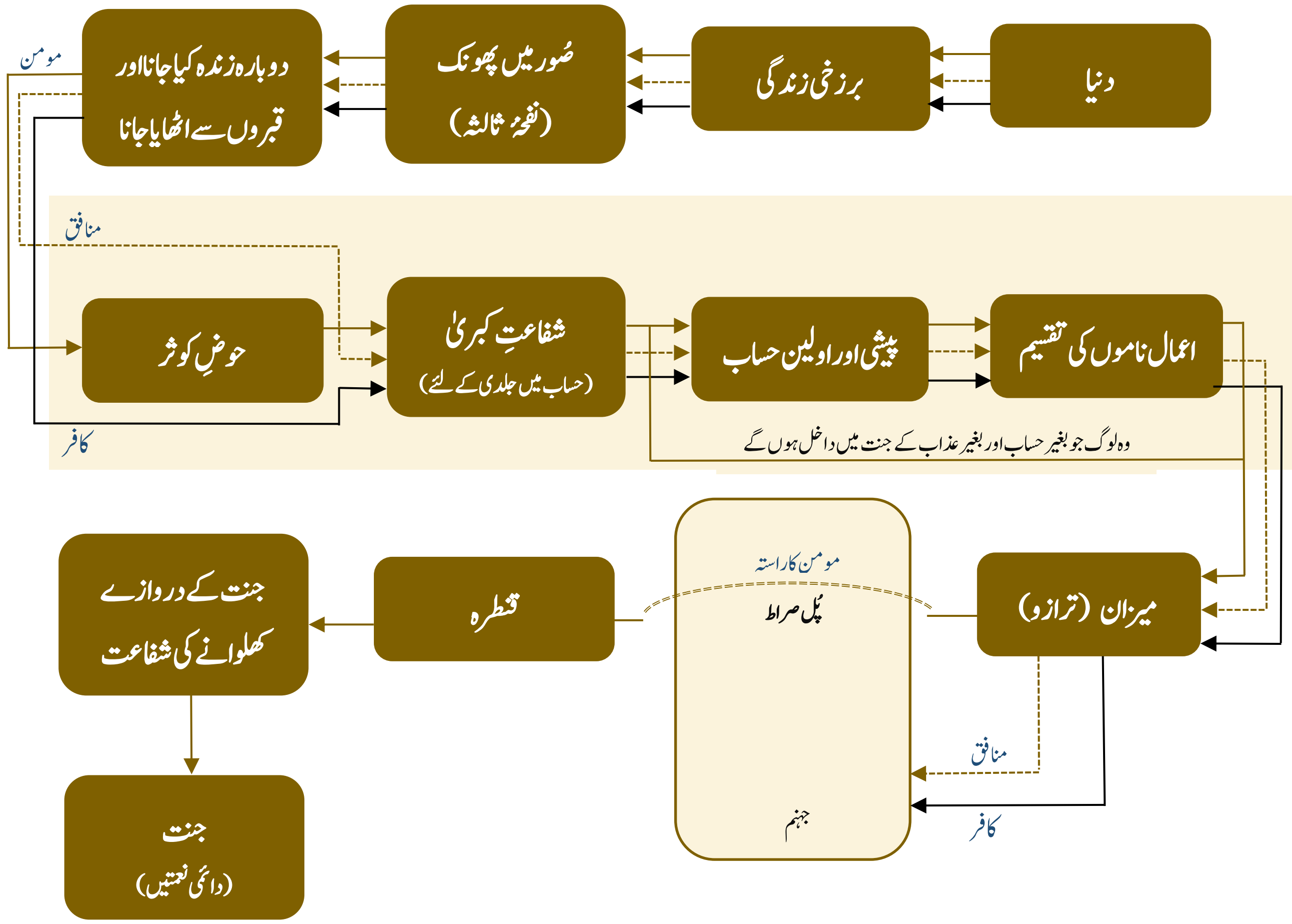

- **پہلاپڑاؤ: موت**

موت ایک اٹل حقیقت اور یقینی امر ہے جس سے کوئی مخلوق مستثنیٰ نہیں،اللہ تعالیٰ نے موت کو تمام جانداروں کے لیے مقدر فرمایا ہے؛نہ کوئی نبی اس سے مستثنیٰ ہے،نہ کوئی ولی،نہ کوئی اس سے آگے بڑھ سکتا ہے اور نہ اس کے مقررہ وقت سے پیچھے رہ سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ ٱلْمَوْتِ﴾ [الأنبياء: ٣٥] ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ اور فرمایا: ﴿وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ﴾ [يس: ١٩] اور موت کی بے ہوشی حق کے ساتھ آپہنچی۔ اللہ تعالیٰ نے موت کو "حق" قرار دیا ہے،یعنی ایسی قطعی اور یقینی حقیقت جس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں۔ اسی مفہوم میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے: ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾ [الحجر: ٩٩] اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو یہاں تک کہ تمہارے پاس یقین آجائے۔

سلف کے تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہاں "الیقین" سے مراد موت ہے؛ کیونکہ موت آنے کے ساتھ ہر شک وتردد کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور انسان دار العمل سے دار الجزاء کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

اہلِ سنّت والجماعت کے نزدیک موت محض فنا یا وجود کا خاتمہ نہیں،بلکہ یہ دار العمل سے دار الجزاء کی طرف منتقلی کا آغاز اور برزخ میں جزا وابتلاء کی ابتداء ہے۔اسی لیے موت کو یاد کرنا،اس سے غافل نہ ہونا اور اس کے لیے تیاری کرنا دل کی اصلاح،اعمال کی درستگی اور آخرت کی کامیابی کے اہم ترین اسباب میں سے ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: «أَكْثِرُوا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ» لذتوں کو ختم کردینے والی چیز،یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔ (اصحابِ سنن) کیونکہ موت انسان کے دل سے دنیا کی محبت ختم کرتی،آرزوؤں کو مختصر کرنے کی یاد دلاتی،اللہ سے ملاقات کی تیاری اور توبہ میں جلدی کرنے پر ابھارتی ہے۔ اہلِ سنت کے عقیدے میں موت دراصل آخرت کی طرف سفر کا پہلا دروازہ ہے۔مومن کے لیے یہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات، رحمت اور دائمی کامیابی کی امید کا مرحلہ ہے،جبکہ منکر وکافر کے لیے یہی موت حسرت،ندامت اور انجامِ بد کے آغاز کا سبب بنتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ﴾ [المؤمنون: ٩٩] یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آتی ہے تو وہ کہتا ہے: اے میرے رب! مجھے واپس بھیج دے۔ جبکہ موت کے بعد کوئی واپسی نہیں۔

- **دوسراپڑاؤ: قبر —— اس کی نعمتیں یا اس کا عذاب**

جب انسان وفات پاکر قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو وہ دنیاوی زندگی سے منتقل ہو کر **برزخ کی زندگی** میں داخل ہو جاتا ہے۔ برزخ دنیا اور قیامت کے درمیان ایک درمیانی مرحلہ ہے،جہاں انسان کو اس کے ایمان اور اعمال کے مطابق نعمت یا عذاب کا سامنا ہوتا ہے۔قرآنِ کریم،احادیثِ نبویہ اور سلفِ صالحین کے آثار سے حیاتِ برزخ،عذابِ قبر اور نعمتِ قبر کا اثبات ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ آلِ فرعون کے بارے میں فرماتا ہے: ﴿النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا﴾ وہ صبح وشام آگ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔ یہ پیشی قیامت قائم ہونے سے پہلے ہے، اور یہی عذابِ برزخ ہے۔ اس کے بعد فرمایا: ﴿وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ [غافر: ٤٦] اور جس دن قیامت قائم ہوگی،کہا جائے گا: آلِ فرعون کو شدید ترین عذاب میں داخل کرو۔

متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ قبر میں انسان سے سوال کیا جاتا ہے،مومن کو اس کے ایمان وعمل کے مطابق قبر میں نعمتیں عطا کی جاتی ہیں،جبکہ کافر اور منافق کے لیے عذابِ قبر ہے۔اسی بنا پر رسول اللہ ﷺ اپنی نمازوں میں عذابِ قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرتے تھے،جو اس معاملے کی

عظمت اور اہمیت کی واضح دلیل ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کفار اپنی قبروں میں عذاب دیے جاتے ہیں، اور اس بات پر صحابۂ کرام اور تابعین کا اجماع ہے۔
نیز فرماتے ہیں: اہلِ سنت والجماعت کے اتفاق کے مطابق عذاب اور نعمت روح اور جسم دونوں پر ہوتے ہیں، روح جسم سے جدا ہونے کی حالت میں بھی نعمت یا عذاب پاتی ہے، اور جسم کے ساتھ تعلق کی حالت میں بھی، اور جسم بھی اس کے ساتھ شریک ہوتا ہے۔ ہمارا اس نعمت یا عذاب کی کیفیت کو نہ سمجھ پانا اس کے انکار کی دلیل نہیں، کیونکہ برزخ کے تمام معاملات غیب سے تعلق رکھتے ہیں، انہیں دنیا کے حالات پر قیاس نہیں کیا جا سکتا اور نہ حواس کے ذریعے ان کا ادراک ممکن ہے۔

علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قبر کا عذاب، قبر کی نعمت، کشادگی اور تنگی کا احساس میت کو ہوتا ہے، جبکہ زندہ انسان عموماً اسے محسوس نہیں کرتا۔ کسی حقیقت کا ہمارے حواس سے پوشیدہ ہونا اس کے عدمِ وجود کی دلیل نہیں۔ اس کی مثال نیند کی حالت سے دی جاسکتی ہے کہ انسان خواب میں ایسی چیزیں دیکھتا اور محسوس کرتا ہے جن سے اس کے پاس بیٹھے ہوئے لوگ بالکل بے خبر ہوتے ہیں۔

لہٰذا قبر میں پیش آنے والے تمام معاملات پر ایمان رکھنا اہلِ سنت والجماعت کے بنیادی عقائد میں شامل ہے، یہی عقیدہ انسان کو آخرت کی تیاری پر آمادہ کرتا، غفلت سے روکتا اور اللہ تعالیٰ کے عدل و حکمت کو قیامت سے پہلے ہی نمایاں کر دیتا ہے۔

- **تیسرا پڑاؤ: صُور میں پھونک**

صور سے مراد وہ سینگ یا بگل ہے جس میں پھونکا جائے گا، اصحابِ سنن کی روایت میں ہے: «الصُّورُ قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيهِ» یعنی صور ایک سینگ ہے جس میں پھونکا جائے گا، اس میں پھونک مارنے والے فرشتے حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ فرشتوں میں سے ہیں۔

خطیب بغدادی کی روایت میں ہے: «صَاحِبُ الصُّورِ وَاضِعٌ عَلَى فِيهِ مُنْذُ خُلِقَ، يَنْتَظِرُ مَتَى يُؤْمَرُ أَنْ يَنْفَخَ فِيهِ فَيَنْفُخُ»، یعنی صور کے ذمہ دار فرشتے نے جب سے اسے پیدا کیا گیا ہے، صور کو اپنے منہ پر رکھا ہوا ہے اور وہ اسی انتظار میں ہے کہ کب اسے حکم دیا جائے اور وہ اس میں پھونک مار دے، قرآن میں صور میں تین بار پھونکے جانے کا ذکر آیا ہے، جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے «مجموع الفتاویٰ» (4/260) میں بیان کیا ہے۔

صور پھونکے جانے کے تین مراحل		
(2) نفخۂ اولی (خوف وگھبراہٹ کی پھونک) ﴿وَيَوْمَ يُنفَخُ فِى ٱلصُّورِ فَفَزِعَ مَن فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَن فِى ٱلْأَرْضِ إِلَّا مَن شَآءَ ٱللَّهُ﴾ [النمل: ٨٧] اور جس دن صور میں پھونکا جائے گا تو آسمانوں اور زمین میں جو کوئی ہے سب گھبرا جائیں گے، سوائے اس کے جسے اللہ چاہے۔ اور فرمایا: ﴿مَا يَنظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً مَا لَهَا	**(2) نفخۂ ثانیہ (بے ہوشی وموت کی پھونک)** ﴿وَنُفِخَ فِى ٱلصُّورِ فَصَعِقَ مَن فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَن فِى ٱلْأَرْضِ إِلَّا مَن شَآءَ ٱللَّهُ﴾ [الزمر: ٦٨] اور صور میں پھونکا جائے گا تو آسمانوں اور زمین میں جو کوئی ہے سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے، سوائے اس کے جسے اللہ چاہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر صور میں پھونک ماری جائے گی، تو اسے کوئی شخص نہیں سنے گا مگر یہ کہ اپنی گردن ایک طرف جھکا دے گا اور دوسری طرف اٹھا لے گا، (یعنی کان لگا کر توجہ سے سننے لگے گا)، اور سب سے پہلے اسے سننے والا وہ شخص ہوگا جو اپنے اونٹوں کے حوض کی مرمت	**(3) نفخۂ ثالثہ (دوبارہ زندہ کئے جانے کی پھونک)** ﴿ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُم قِيَامٌ يَنظُرُونَ﴾ [الزمر: ٦٨] پھر دوبارہ اس میں پھونکا جائے گا تو یکایک سب لوگ کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ النَّاسَ يُصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ، فَإِذَا مُوسَىٰ بَاطِشٌ جَانِبَ الْعَرْشِ، فَلَا أَدْرِي أَكَانَ فِيمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي، أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَىٰ اللَّهُ» (متفق علیه) قیامت کے دن لوگ بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے، تو سب سے پہلے ہوش میں آنے والا میں ہوں گا۔ اچانک دیکھوں گا

مِن فَوَاقٍ﴾ [ص: ١٥] یہ لوگ صرف ایک ہی چنگھاڑ کا انتظار کر رہے ہیں جس میں کوئی وقفہ نہ ہوگا۔ یعنی یہ آواز بغیر کسی سستی یا انقطاع کے مسلسل اور یکبارگی آئے گی۔	میں مصروف ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے گا اور تمام لوگ بھی بے ہوش ہو جائیں گے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اکثر اہلِ علم کا موقف یہی ہے کہ تمام مخلوقات مر جائیں گی، حتیٰ کہ فرشتے بھی، اور یہاں تک کہ ملک الموت عزرائیل علیہ السلام بھی۔ اس بارے میں نبی کریم ﷺ سے مرفوع حدیث بھی مروی ہے، اور مسلمان، یہود اور نصاریٰ سب اس بات کے امکان اور اللہ تعالیٰ کی اس پر قدرت کے قائل ہیں۔	کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا کنارہ تھامے کھڑے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ اُن لوگوں میں سے تھے جو بے ہوش ہوئے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے، یا وہ اُن میں سے تھے جنہیں اللہ نے بے ہوشی سے مستثنیٰ رکھا۔ (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث، جسے امام بخاری نے روایت کیا ہے، میں دونوں نفخوں، یعنی نفخۂ صعق اور نفخۂ بعث کے درمیان وقفے کی مدت بھی بیان ہوئی ہے: دونوں نفخوں کے درمیان چالیس کا وقفہ ہوگا، صحابۂ کرام نے پوچھا: چالیس دن؟ انہوں نے فرمایا: میں اس کی تعیین نہیں کرتا، پھر پوچھا: چالیس مہینے؟ فرمایا: میں اس کی بھی تعیین نہیں کرتا، پھر پوچھا: چالیس سال؟ فرمایا: میں اس کی بھی تعیین نہیں کرتا۔

• چوتھا پڑاؤ: دوبارہ زندہ ہونا اور قبروں سے اٹھنا

رسول اللہ ﷺ نے، جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے، فرمایا: پھر لوگ بے ہوش ہو جائیں گے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ آسمان سے ایسی بارش برسائے گا جو شبنم یا نہایت باریک بوندوں کی مانند ہوگی۔ (طَلّ سے مراد وہ شبنم ہے جو صاف رات میں آسمان سے اترتی ہے، یا نہایت ہلکی پھوار)
آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اس پانی سے لوگوں کے جسم اگ آئیں گے، یعنی وہ اپنے قبروں میں دوبارہ پیدا ہونے لگیں گے، جب ان کے جسم مکمل ہو جائیں گے تو پھر دوسری مرتبہ صور میں پھونک ماری جائے گی، اور اچانک سب لوگ کھڑے دیکھ رہے ہوں گے، تب وہ اپنی قبروں سے نکل کھڑے ہوں گے ﴿وَنُفِخَ فِي ٱلصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ ٱلْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ﴾ اور صور میں پھونکا جائے گا تو یکایک وہ سب قبروں سے اپنے رب کی طرف تیزی سے چل پڑیں گے۔ [يس: ٥١] ﴿يَوْمَ تَشَقَّقُ ٱلْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا﴾ جس دن زمین ان پر سے پھٹ جائے گی اور وہ تیزی سے نکل پڑیں گے۔ [ق: ٤٤] اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی قبروں سے نکلتے ہوئے تیز دوڑ رہے ہوں گے اور وہ زندہ ہوں گے، اور یہ ان کے اجسام کی قبروں میں تکمیلی ساخت کے بعد ہوگا۔ پھر کہا جائے گا: اے لوگو! اپنے رب کی طرف چلو، اور فرشتوں کو حکم ہوگا ﴿وَقِفُوهُمْ ۖ إِنَّهُم مَّسْئُولُونَ﴾ [الصافات: ٢٤] اور انہیں روکو، ان سے سوال کیا جانا ہے۔
بخاری کی حدیث میں ہے: پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی نازل فرمائے گا، تو وہ اس طرح اگیں گے جیسے سبزہ اگتا ہے، انسان کی ہر چیز بوسیدہ ہو جاتی ہے سوائے ایک ہڈی کے اور وہ ریڑھ کی ہڈی کا آخری سرا (عجب الذنب) ہے، اور اسی سے قیامت کے دن پورا جسم دوبارہ بنایا جائے گا۔
پھر تمام انسان میدانِ محشر میں ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بے ختنہ جمع کئے جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: «إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللَّهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا» بے شک تم اللہ کے حضور ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بے ختنہ جمع کئے جاؤ گے (متفق علیہ)، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُۥ ۚ وَعْدًا عَلَيْنَا ۚ إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ﴾ [الأنبياء: ١٠٤] جیسے ہم نے پہلی بار پیدائش کی ابتدا کی تھی، ویسے ہی دوبارہ کریں گے، یہ ہمارے ذمے ایک وعدہ ہے، بے شک ہم اسے پورا کرنے والے ہیں۔ پھر فرمایا: آگاہ رہو! مخلوق میں سے سب سے پہلے جسے قیامت کے دن لباس

پہنایا جائے گا وہ ابراہیم (علیہ السلام) ہوں گے۔» [متفق عليه] چنانچہ لوگ میدانِ محشر میں بہت لمبے عرصے تک کھڑے رہیں گے، اور شدید غم وپریشانی میں مبتلا رہیں گے۔

• پانچواں پڑاؤ: حوضِ کوثر

جب لوگ میدانِ محشر میں جمع ہوں گے اور انہیں سخت پریشانی اور تکلیف لاحق ہوگی، سورج ان کے قریب ہو کر ایک میل کے فاصلے پر آجائے گا، اس کی شدید گرمی انہیں ستائے گی اور وہ نہایت شدید پیاس میں مبتلا ہوں گے، تو نبی کریم ﷺ اپنے اس حوض پر کھڑے ہوں گے جو انہیں اس دن عطا کیا جائے گا، آپ ﷺ اپنی امت کے مومنین کو اس سے ایسا ایک گھونٹ پلائیں گے کہ اس کے بعد انہیں کبھی پیاس نہ لگے گی، اور اس حوض پر نہ کوئی کافر آئے گا، نہ منافق، اور نہ ہی وہ شخص جس نے دین میں نئی بات ایجاد کی ہو۔

حوض کے اوصاف کے سلسلے میں متفق علیہ حدیث میں آیا ہے: «إِنَّ حَوْضِي أَبْعَدُ مِنْ أَيْلَةَ مِنْ عَدَنٍ، لَهُوَ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ الثَّلْجِ، وَأَحْلَىٰ مِنَ الْعَسَلِ بِاللَّبَنِ، وَآنِيَتُهُ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ النُّجُومِ، وَإِنِّي لَأَصُدُّ النَّاسَ عَنْهُ كَمَا يَصُدُّ الرَّجُلُ إِبِلَ النَّاسِ عَنْ حَوْضِهِ» میرا حوض ایلہ اور عدن کے درمیانی فاصلے سے بھی زیادہ وسیع ہے، وہ برف سے زیادہ سفید اور شہد ملے دودھ سے زیادہ میٹھا ہے، اور اس کے برتن ستاروں سے بھی زیادہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں لوگوں کو اس سے اسی طرح روکوں گا جیسے کوئی شخص اپنے حوض سے دوسروں کے اونٹ روکتا ہے۔ صحابہ نے پوچھا: کیا آپ ہمیں اس دن پہچانیں گے؟ فرمایا: «نَعَمْ، لَكُمْ سِيمَا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ مِنَ الْأُمَمِ، تَرِدُونَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ أَثَرِ الْوُضُوءِ» ہاں، تمہاری ایک ایسی نشانی ہوگی جو کسی اور امت کو حاصل نہیں، تم میرے پاس اس حال میں آؤ گے کہ وضو کے اثر سے تمہارے چہرے روشن اور ہاتھ پاؤں چمکدار ہوں گے۔ (متفق عليه) (غُرّہ چہرے کی سفیدی کو کہتے ہیں، اور تحجیل پنڈلیوں کی سفیدی کو، اور اصل میں یہ دونوں الفاظ گھوڑے کی صفت کے لیے استعمال ہوتے تھے)۔ اور آپ ﷺ کا یہ فرمان صحیح مسلم میں مروی ہے: «وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَآنِيَتُهُ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ وَكَوَاكِبِهَا، أَلَا فِي اللَّيْلَةِ الْمُظْلِمَةِ الْمُصْحِيَةِ آنِيَةُ الْجَنَّةِ، مَنْ شَرِبَ مِنْهَا لَمْ يَظْمَأْ آخِرَ مَا عَلَيْهِ، يَشْخُبُ فِيهِ مِيزَابَانِ مِنَ الْجَنَّةِ، مَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ» قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یقیناً اس کے برتن تاروں سے بھی زیادہ ہیں اس تاریک رات میں جس میں آسمان سے بادل چھٹ گیا ہو، اور اس کے پیالے جنت کے برتنوں میں سے ہوں گے، اس سے جو ایک مرتبہ پی لے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا، اُس حوض میں جنت سے دو نالے آکر گرتے ہیں، جو اُس سے پی لے، وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔

حوض سے محروم کیے جانے والوں میں وہ تمام لوگ شامل ہوں گے جنہوں نے اللہ کے دین میں من گھڑت باتیں (بدعات) ایجاد کیں۔ اور انسان جتنا زیادہ اتباعِ رسول ﷺ میں مضبوط ہوگا، اُتنا ہی اُس کا حوض پر پہنچنا یقینی ہوگا۔ متفق علیہ حدیث میں ہے: «أَلَا وَإِنَّهُ يُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ، فَأَقُولُ: يَا رَبِّ أُصَيْحَابِي، فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ، فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ: ﴿وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ﴾ [المائدة:١١٧]، فَيُقَالُ: إِنَّ هَؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَىٰ أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ» اور میری امت کے بہت سے لوگ لائے جائیں گے جن کے اعمال نامے بائیں ہاتھ میں ہوں گے۔ میں اس پر کہوں گا: اے میرے رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تمہیں معلوم نہیں کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی نئی بدعات نکالی تھیں۔ اس وقت میں بھی وہی کہوں گا جو نیک بندے (عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا کہ: ﴿وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ﴾ ''اور میں اُن پر گواہ تھا جب تک میں اُن میں موجود رہا، پھر جب تُو نے مجھے اٹھالیا تو تُو ہی اُن پر نگہبان تھا۔ تو کہا جائے گا: یہ لوگ تو آپ کے جدا ہونے کے بعد مسلسل اپنی ایڑیوں کے بل (دین سے) پھرتے ہی رہے (مرتد ہوتے رہے)۔

حدیث میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ مومنین پُل صراط پار کرنے کے بعد بھی نبی کریم ﷺ کے حوض سے پانی پئیں گے، اور اس میں کوئی تضاد نہیں۔ کیونکہ یہ ثابت شدہ بات ہے کہ جس نے اُس سے ایک بار پی لیا، وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ لہٰذا صراط عبور کرنے کے بعد اُن کا پینا یا تو معمولی پیاس کی وجہ سے ہوگا جس میں کوئی تکلیف نہ ہوگی، کیونکہ وہ جہنم کے اوپر سے گزرے ہوں گے اور جہنم گرم ہے، یا وہ محض لذت و مزے کے لیے پئیں گے، پیاس کی وجہ سے نہیں۔

ترمذی کی روایت میں ہے: «إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوْضًا، وَإِنَّهُمْ يَتَبَاهَوْنَ أَيُّهُمْ أَكْثَرُ وَارِدَةً، وَإِنِّي أَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ وَارِدَةً» (صححہ الالبانی) یعنی ہر نبی کا ایک حوض ہے، اور وہ آپس میں فخر کریں گے کہ کس کے حوض آنے والے زیادہ ہیں۔ اور مجھے امید ہے کہ میرے حوض پر آنے والوں کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی۔ بلاشبہ نبی کریم ﷺ کا حوض تمام انبیاء کے حوضوں سے زیادہ عظمت والا، کامل اور سب سے زیادہ بابرکت ہے۔

یہ حوض اِس وقت بھی موجود ہے، حدیث میں ہے: «وَإِنِّي وَاللَّهِ لَأَنْظُرُ إِلَىٰ حَوْضِي الْآنَ» اللہ کی قسم! میں ابھی اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں۔ (متفق علیہ)

- **چھٹا پڑاؤ: شفاعتِ کبریٰ (مقامِ محمود)**

بخاری و مسلم میں حضرت انس سے مروی ہے: اللہ تعالیٰ تمام اگلے پچھلے لوگوں کو ایک چٹیل میدان میں جمع کردے گا، جنہیں ایک پکارنے والا آواز دے گا اور انہیں ہر نگاہ دیکھ سکے گی، سورج بالکل قریب آجائے گا، چنانچہ لوگوں کو غم اور تکلیف اس قدر ہوگی جو ان کی طاقت سے باہر اور ناقابل برداشت ہوگی۔ لوگ آپس میں کہیں گے: تم دیکھتے نہیں کہ ہماری کیا حالت ہوگئی ہے؟ کیا کوئی ایسا مقبول بندہ نہیں جو اللہ کے حضور تمہاری سفارش کرے؟ پھر وہ ایک دوسرے سے کہیں گے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جانا چاہیے، چنانچہ لوگ آدم علیہ السلام کے پاس آکر عرض کریں گے کہ آپ ابوالبشر ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، آپ کے اندر اپنی روح پھونکی، فرشتوں کو حکم دیا جنھوں نے آپ کا سجدہ کیا، اس لیے آپ اپنے رب کے حضور ہماری سفارش کردیجئے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں؟ آدم علیہ السلام ان سے کہیں گے کہ آج میرا رب ایسا غضبناک ہے کہ اس سے پہلے نہ تو ایسا غصہ ہوا اور نہ کبھی ایسا غصہ ہوگا، اس نے مجھے ایک درخت سے منع فرمایا تھا، لیکن میں نے اس کی نافرمانی کی، اس لیے مجھے تو اپنی فکر ہے۔ نفسی نفسی نفسی، لہٰذا تم لوگ کسی اور کے پاس جاؤ، نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

چنانچہ سب لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: اے نوح! آپ سب سے پہلے پیغمبر ہیں جو اہل زمین کی طرف مبعوث ہوئے اور اللہ نے آپ کو 'شکر گزار بندے" کا لقب دیا۔ آپ ہی ہمارے لیے اپنے رب کے حضور سفارش کردیجئے۔ کیا آپ دیکھ نہیں رہے کہ ہم کس حالت میں پہنچ چکے ہیں؟ حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے: بلاشبہ میرا رب آج بہت غضب ناک ہے۔ اس سے پہلے وہ کبھی ایسا غضب ناک نہیں ہوا اور نہ اس کے بعد ہی اس طرح غضب ناک ہوگا۔ اللہ نے مجھے ایک دعا کی قبولیت کا یقین دلایا تھا جو میں نے اپنی قوم کے خلاف کرلی تھی۔ «نَفْسِي، نَفْسِي، نَفْسِي» ''آج مجھے اپنی ہی فکر ہے''، لہٰذا تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، ہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

چنانچہ سب لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: اے ابراہیم! آپ اللہ کے نبی اور اس کے خلیل ہیں اور اہل زمین میں منتخب شدہ ہیں، لہٰذا آپ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری سفارش کردیں۔ کیا آپ دیکھ نہیں رہے کہ ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے: آج میرا رب بہت غضب ناک ہے۔ اتنا غضب ناک نہ وہ پہلے ہوا تھا اور نہ آج کے بعد ہوگا۔ میں نے

تین خلاف واقعہ باتیں کی تھیں (راوی حدیث ابو حیان نے اپنی روایت میں ان تین باتوں کا ذکر کیا ہے) «نَفْسِي، نَفْسِي، نَفْسِي» ”مجھے تو اپنی فکر ہے“۔ تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، ہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

چنانچہ سب لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: اے موسیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف سے رسالت اور آپ سے گفتگو کرنے کی فضیلت دی۔ آپ اپنے رب کے حضور ہماری سفارش کر دیں۔ کیا آپ دیکھ نہیں رہے کہ ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہیں گے: آج اللہ تعالیٰ بہت غضب ناک ہے۔ اتنا غضب ناک تو وہ نہ پہلے کبھی ہوا تھا اور نہ آئندہ کبھی ہو گا۔ میں نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا جس کے قتل کا مجھے حکم نہیں دیا گیا تھا۔ «نَفْسِي، نَفْسِي، نَفْسِي» ”مجھے آج بس اپنی فکر ہے“۔ میرے علاوہ تم اور کسی کے پاس چلے جاؤ، ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

چنانچہ سب لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر عرض کریں گے: اے عیسیٰ! آپ اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام پر ڈالا تھا اور آپ اللہ کی طرف سے روح ہیں۔ آپ نے بحالت بچپن گود میں رہتے ہوئے لوگوں سے باتیں کی تھیں۔ اپنے رب کے حضور ہماری سفارش کریں۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس حالت میں ہیں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: آج میرا رب بہت غصے میں ہے۔ وہ اس سے پہلے کبھی اتنا غضب ناک ہوا نہ آئندہ اس جیسا غضب ناک ہو گا۔ آپ اپنی کسی لغزش کا ذکر نہیں کریں گے۔ صرف یہ کہیں گے: «نَفْسِي، نَفْسِي» ”مجھے تو اپنی فکر ہے“۔ میرے علاوہ تم اور کسی کے پاس جاؤ، ہاں تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔

چنانچہ سب لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیے ہیں۔ آپ اپنے رب کے حضور ہماری سفارش کر دیں۔ آپ خود ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ ہم کس حالت میں ہیں؟ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: میں عرشِ الٰہی کے نیچے حاضر ہو کر اپنے رب عز و جل کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا، پھر اللہ تعالیٰ میری زبان پر اپنی ایسی حمد و ثنا جاری فرمائے گا جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں فرمائی گئی ہو گی، اس کے بعد فرمایا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھائیے، مانگیے، آپ کو عطا کیا جائے گا، سفارش کیجیے، آپ کی سفارش قبول کی جائے گی، میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا: اے میرے رب! میری امت، اے میرے رب! میری امت، تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے محمد! اپنی امت میں سے ان لوگوں کو، جن پر کوئی حساب نہیں ہو گا، جنت کے دائیں جانب والے دروازے سے داخل کر دیجیے، اور دوسرے دروازوں میں وہ باقی لوگوں کے ساتھ شریک ہوں گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جنت کے ایک دروازے کے دونوں کناروں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور حِمیر کے درمیان، یا مکہ اور بُصریٰ کے درمیان ہے۔

- **ساتواں پڑاؤ: پیشی اور حساب**

حساب سے مراد اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو ان کے اعمال سے آگاہ کرنا ہے، اور یہ کتاب، سنت اور مسلمانوں کے اجماع سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ إِلَيْنَآ إِيَابَهُمْ * ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُم﴾ [الغاشية: ٢٥-٢٦] بیشک ہماری ہی طرف ان کا لوٹنا ہے، پھر ہمارے ہی ذمے ان کا حساب ہے۔

امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، وہ فرماتی ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کسی نماز میں یہ کہتے ہوئے سنا: «اللَّهُمَّ حَاسِبْنِي حِسَابًا يَسِيرًا» اے اللہ! میرا حساب آسان فرما، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا: اے اللہ

کے نبی ! آسان حساب کیا ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کہ اس کا نامہء اعمال دیکھا جائے، پھر اس سے در گزر کر دیا جائے۔ اے عائشہ ! جس شخص سے اس دن باریک بینی کے ساتھ حساب لیا گیا، وہ ہلاک ہو گیا۔

رہا مومن، تو اللہ تعالیٰ اسے تنہائی میں اپنے قریب کرے گا، اس پر اپنی پردہ پوشی فرمائے گا اور اس سے گناہوں کا اقرار کروائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے متفق علیہ حدیث میں فرمایا: اللہ تعالیٰ مومن کو اپنے قریب کر کے اس پر اپنا پردہ ڈال دے گا اور فرمائے گا: کیا تمہیں فلاں گناہ یاد ہے ؟ کیا تمہیں فلاں گناہ یاد ہے ؟ وہ عرض کرے گا: ہاں، اے میرے رب ! یہاں تک کہ جب وہ اپنے تمام گناہوں کا اقرار کر لے گا اور اسے یقین ہو جائے گا کہ اب وہ ہلاک ہو گیا، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: «سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا، وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ» میں نے دنیا میں بھی ان گناہوں پر پردہ ڈالا تھا، اور آج بھی انہیں معاف کرتا ہوں۔ اس کے بعد اسے اس کی نیکیوں کا اعمال نامہ دے دیا جائے گا۔ لیکن کافروں اور منافقوں کو تمام مخلوق کے سامنے پکارا جائے گا: ﴿هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ [هود: ١٨] یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھا، سن لو ! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔

حساب تمام لوگوں سے لیا جائے گا، سوائے ان لوگوں کے جنہیں رسول اللہ ﷺ نے مستثنیٰ فرمایا ہے۔ یہ اس امت کے ستر ہزار افراد ہوں گے، جن میں حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔ یہ لوگ بغیر حساب اور بغیر عذاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو دم نہیں کراتے، بدشگونی نہیں لیتے، داغ نہیں لگواتے، اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ (متفق علیہ) امام احمد کی روایت میں ہے کہ ہر ایک ہزار کے ساتھ مزید ستر ہزار ہوں گے۔

اس امت کا حساب تمام امتوں سے پہلے ہو گا۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم دنیا میں سب سے آخر میں آنے والے ہیں، لیکن قیامت کے دن تمام مخلوقات میں سب سے پہلے ہمارا فیصلہ کیا جائے گا۔ اور اعمال میں مومن سے سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا، وہ نماز ہو گی۔ چنانچہ بعض اصحابِ سنن کی روایت میں ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کے اعمال میں سب سے جس چیز کا حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔

- ## آٹھواں پڑاؤ: اعمال ناموں کی تقسیم

اس سے پہلے پیشی اور حساب کا بیان گزر چکا ہے، اور یہ بھی ذکر ہو چکا ہے کہ انسان کو ان اعمال کے صحیفے دیئے جائیں گے جو اس نے دنیا میں کئے تھے۔ یہ وہ اعمال نامے ہیں جنہیں اس پر مقرر فرشتوں نے لکھا اور محفوظ کیا تھا۔ قیامت کے دن یہ اعمال نامے لوگوں کے دائیں اور بائیں جانب بکھر جائیں گے۔ یہ بات قرآن، سنت اور امت کے اجماع سے ثابت ہے۔

یہ قیامت کے ان تین نہایت سخت مقامات میں سے ایک ہے جہاں انسان کو اپنی ذات کے سوا کسی اور کا خیال نہیں رہے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے امام ابو داؤد نے روایت کیا ہے کہ انہوں نے جہنم کا ذکر کیا تو رونے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں کس چیز نے رلایا ؟ انہوں نے عرض کیا: میں نے جہنم کو یاد کیا تو رو پڑی۔ کیا قیامت کے دن آپ لوگ اپنے گھر والوں کو بھی یاد رکھیں گے ؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «أَمَّا فِي ثَلَاثَةِ مَوَاطِنَ فَلَا يَذْكُرُ أَحَدٌ أَحَدًا: عِنْدَ الْمِيزَانِ حَتَّىٰ يَعْلَمَ أَيَخِفُّ مِيزَانُهُ أَوْ يَثْقُلُ، وَعِنْدَ الْكِتَابِ... وَعِنْدَ الصِّرَاطِ» تین مقامات ایسے ہیں جہاں کوئی شخص کسی دوسرے کو یاد نہیں کرے گا: میزان کے پاس، یہاں تک کہ اسے معلوم ہو جائے کہ اس کا میزان ہلکا ہوتا ہے یا بھاری۔ اعمال

نامہ دیے جانے کے وقت، جب کہا جائے گا: ﴿هَاؤُمُ اقْرَؤُوا كِتَابِيَه﴾ لو، میرا اعمال نامہ پڑھو! یہاں تک کہ اسے معلوم ہو جائے کہ اس کا اعمال نامہ کہاں دیا جاتا ہے؛ دائیں ہاتھ میں، بائیں ہاتھ میں یا اس کی پشت کے پیچھے۔ پل صراط کے وقت، جب اسے جہنم کے درمیان نصب کر دیا جائے گا۔ یہ ان تین شدید مواقف میں سے ایک ہے جن میں انسان کو صرف اپنی ہی فکر ہو گی؛ آپ ﷺ نے فرمایا: یعنی تین مقامات پر کوئی کسی کو یاد نہ کرے گا: میزان کے پاس، جب تک نہ جان لے کہ اس کا پلڑا ہلکا ہے یا بھاری، اعمال نامے کے وقت، جب تک نہ جان لے کہ اس کا نامہ دائیں ملا، بائیں، یا پیٹھ کے پیچھے سے، اور پل صراط پر جب وہ جہنم کے بیچوں بیچ رکھا جائے گا۔ (ابوداود)

اعمال نامہ لینے کے اعتبار سے لوگوں کی اقسام:	
مومن: وہ اپنا نامہ اعمال اپنے دائیں ہاتھ میں لے گا، ﴿فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا﴾ [الإسراء: ٧١] پس جسے اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ لوگ اپنے نامہ اعمال پڑھیں گے اور ان پر دھاگے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ مومن اپنا اعمال نامہ پڑھے گا اور اس میں جو کچھ ہو گا اسے دیکھ کر خوش ہو گا۔ ﴿فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ * إِنِّي ظَنَنْتُ أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَهْ﴾ [الحاقة: ١٩-٢٠] پس جس شخص کو اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہے گا: لو میرا نامہ اعمال پڑھو! مجھے یقین تھا کہ میں اپنے حساب کا سامنا کرنے والا ہوں۔ اور اس کا حساب آسان ہو گا، ﴿فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ * فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا * وَيَنْقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ مَسْرُورًا﴾ [الانشقاق: ٧-٩] پس جس کو اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، اس سے عنقریب آسان حساب لیا جائے گا، اور وہ اپنے گھر والوں کی طرف خوشی خوشی لوٹے گا۔	**کافر اور منافق:** کافر اور منافق کو اس کا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں، اس کی پشت کے پیچھے سے دیا جائے گا، تاکہ اس کی ذلت اور رسوائی ظاہر ہو، اس میں جو کچھ ہو گا اسے دیکھ کر وہ سخت پریشان اور غم زدہ ہو گا ﴿وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ * وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ * يَا لَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ * مَا أَغْنَىٰ عَنِّي مَالِيَهْ * هَلَكَ عَنِّي سُلْطَانِيَهْ﴾ [الحاقة: ٢٥-٢٩] اور جس شخص کو اس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہے گا: کاش مجھے میرا نامہ اعمال نہ دیا جاتا! اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے! کاش موت ہی میرا خاتمہ کر دیتی! میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا! میرا اقتدار مجھ سے ختم ہو گیا۔ اور وہ اپنی تباہی و ہلاکت کو پکارے گا، یوں کہتے ہوئے: ہائے میری ہلاکت! ہائے میری بربادی! ﴿وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ * فَسَوْفَ يَدْعُو ثُبُورًا * وَيَصْلَىٰ سَعِيرًا﴾ [الانشقاق: ١٠-١٢] اور جس شخص کو اس کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا، تو وہ عنقریب موت کو پکارے گا، اور بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہو گا۔

- **نواں پڑاؤ: میزان (ترازو)**

قیامت کے دن بندوں کے اعمال کو تولنے کے لیے میزان قائم کیا جائے گا۔ یہ قرآن وسنت اور سلف کے اجماع سے ثابت ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿فَمَن ثَقُلَتْ مَوَٰزِينُهُۥ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ * وَمَنْ خَفَّتْ مَوَٰزِينُهُۥ فَأُو۟لَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ خَسِرُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ فِى جَهَنَّمَ خَٰلِدُونَ﴾ [المؤمنون: ١٠٢-١٠٣] پس جن کے ترازو بھاری ہوں گے وہی کامیاب ہونے والے ہیں، اور جن کے ترازو ہلکے ہوں گے یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا، وہ جہنم میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

یہ ایک حقیقی میزان ہوگا جس کے دو پلڑے ہوں گے۔ چنانچہ بعض اصحابِ سنن کی روایت میں ہے: «پھر ایک پرچی نکالی جائے گی جس میں درج ہوگا: أشهد أن لا إله إلا الله، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله، تو اللہ فرمائے گا: اپنا وزن حاضر کرو، وہ بندہ کہے گا: اے میرے رب! ان اتنے بڑے دفاتر کے مقابلے میں اس چھوٹی سی پرچی کی کیا حیثیت ہے؟ اللہ فرمائے گا: تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا، آپ ﷺ نے فرمایا: چنانچہ وہ دفاتر ایک پلڑے میں رکھے جائیں گے اور وہ پرچی دوسرے پلڑے میں، تو وہ تمام دفاتر ہلکے ثابت ہوں گے اور پرچی والی پلڑا بھاری ہو جائے گا، لہذا اللہ کے نام کے مقابلے میں کوئی چیز بھاری نہیں ہو سکتی»۔ (صححه الألباني)

میزان میں تین چیزیں تولی جائیں گی:

اعمال	نامۂ اعمال	صاحبِ اعمال
دلیل: آپ ﷺ نے فرمایا؛ دو کلمے جو زبان پر ہلکے ہیں، ترازو میں بھاری ہیں، اللہ کو محبوب ہیں: سبحان الله العظيم، سبحان الله وبحمده (متفق عليه)۔	دلیل: سابقہ پرچی والے شخص کی حدیث	دلیل: آپ ﷺ نے فرمایا؛ قیامت کے دن ایک بہت بڑے اور موٹے آدمی کو لایا جائے گا، لیکن اللہ کے ہاں اس کا وزن مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہوگا، اور آپ ﷺ نے فرمایا: پڑھو ﴿فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا﴾ [الكهف: ١٠٥] پس ہم قیامت کے دن ان کے لیے کوئی میزان قائم نہیں کریں گے۔ (متفق عليه)

- **دسواں پڑاؤ: پل صراط**

صراط لغت میں راستے کو کہتے ہیں، جبکہ شرعی اصطلاح میں اس سے مراد وہ پل ہے جو جہنم کے اوپر بچھایا جائے گا، تاکہ لوگ اس سے گزر کر جنت کی طرف جا سکیں، پل صراط قرآن، سنت اور سلف کے اجماع سے ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا﴾ [مريم: ٧١] تم میں سے ہر ایک کو وہاں (جہنم کے اوپر) سے گزرنا ہے، یہ تیرے رب کی طرف سے ایک طے شدہ فیصلہ ہے۔ ابن مسعود، قتادہ، زید بن اسلم رضی اللہ عنہم وغیرہ نے اس کی تفسیر صراط پر گزرنے سے کی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: پھر جہنم کے دونوں کناروں کے درمیان پل صراط قائم کیا جائے گا، تو میں اور میری امت سب سے پہلے ہوں گے جو اس سے گزریں گے، اس دن رسولوں کے سوا کوئی بات نہیں کرے گا، اور رسولوں کی دعا صرف یہ ہوگی: اے اللہ! سلامتی عطا فرما، سلامتی عطا فرما!

اور جہنم میں سعدان کے کانٹوں کی طرح کے آنکڑے ہوں گے، اس کے طول و عرض کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق اُچک لیں گے۔ ان میں سے کچھ تباہ ہونے والے ہوں گے یا اپنے اعمال سے جکڑے ہوئے ہوں گے اور کچھ ایسے ہوں گے جو ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے یا انہیں بدلہ دیا جائے گا یا اس طرح کے الفاظ ذکر کیے۔ (متفق عليه)

مسلم کی روایت میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ پل بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہے۔

لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق رفتار سے صراط کے اوپر سے گزریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چنانچہ مومنین پلک جھپکنے کی طرح، بجلی کی طرح، ہوا کی طرح، پرندوں کی طرح، اور عمدہ و تیز رفتار گھوڑوں کی طرح گزر جائیں گے؛ ان میں کچھ تو صحیح سلامت نجات پانے والے ہوں گے، کچھ جہنم کی آگ سے جھلس کر بچ نکلنے والے ہوں گے، کچھ جہنم کی آگ میں اوندھے منہ گرادئے جانے والے ہوں گے۔

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے: ان کے اعمال انہیں لے کر چل رہے ہوں گے، اور تمہارے نبی پل صراط پر کھڑے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے: اے میرے رب! سلامتی عطا فرما، اے میرے رب! سلامتی عطا فرما، یہاں تک کہ بندوں کے اعمال کمزور پڑ جائیں گے، حتیٰ کہ ایک شخص آئے گا جو چلنے کی طاقت نہیں رکھے گا، بلکہ صرف پیٹ کے بل رینگتے ہوئے گزر سکے گا۔

اور ایک روایت میں ہے: یہاں تک کہ ان میں سے آخری شخص کو گھسیٹ کر گزارا جائے گا۔

پل صراط سے گزرنے والی سب سے پہلی امت امتِ محمدیہ ہوگی، چنانچہ بخاری کی حدیث میں ہے: یہاں تک کہ جہنم کے اوپر پل صراط قائم کیا جائے گا، پس سب سے پہلے میں اور میری امت اس سے گزریں گے۔

• گیارہواں پڑاؤ: جہنم (ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں)

جہنم دردناک عذاب کا گھر ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے کافروں، منافقوں اور ان نافرمان لوگوں کے لیے تیار فرمایا ہے جو اس کے عفو و کرم سے محروم رہیں گے، یہ ذلت و رسوائی کا مقام اور ان لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے کامل عدل اور انتقام کا مظہر ہے جنہوں نے حق واضح ہو جانے کے باوجود اللہ تعالیٰ کا انکار کیا یا اس کی نافرمانی کی۔

اہلِ سنت والجماعت کے عقیدے کے مطابق جہنم اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ مخلوق ہے اور اس وقت موجود ہے، چنانچہ متفق علیہ حدیث میں ہے: «وَأُرِيتُ النَّارَ، فَلَمْ أَرَ مَنْظَرًا كَالْيَوْمِ قَطُّ أَفْظَعَ» اور مجھے جہنم دکھائی گئی، میں نے آج جیسا ہولناک منظر کبھی نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں متعدد مقامات پر جہنم سے ڈرایا اور اس کی ہولناکیوں کو بیان فرمایا ہے، تاکہ بندے اس سے بچنے کی کوشش کریں، تقویٰ اختیار کریں اور حق کی پیروی کریں، اور قیامت کے دن ان کے لیے کوئی عذر باقی نہ رہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ﴾ [آلِ عمران] اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے، ایک اور مقام پر فرمایا: ﴿إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا﴾ [النبأ] بے شک جہنّم گھات میں ہے۔

جہنم بد ترین انجام کا مقام ہے، وہاں اہلِ جہنم کے لیے نہ کوئی راحت ہوگی اور نہ عذاب میں کوئی وقفہ، ان کا عذاب مسلسل جاری رہے گا اور وہ شدید حسرت و ندامت میں مبتلا ہوں گے، وہ موت کی تمنا کریں گے، لیکن انہیں موت نہیں دی جائے گی؛ وہ فریاد کریں گے، مگر ان کی فریاد قبول نہیں کی جائے گی۔ تاہم، جہنم کے عذاب کی اس شدت کے باوجود اللہ تعالیٰ کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں فرمائے گا۔ اہلِ جہنم کو ان کے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے گا جو اللہ تعالیٰ کے کامل عدل کا تقاضا ہے۔

اہلِ جہنم کی فریادیں:

- ﴿رَبَّنَآ أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَٰلِمُونَ﴾ [المؤمنون:١٠٧] اے ہمارے رب! ہمیں یہاں سے نکال دے، اگر ہم پھر ایسا کریں تو یقیناً ظالم ہوں گے۔
- ﴿قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ﴾ [المؤمنون:106] وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم پر ہماری بد بختی غالب آگئی تھی اور ہم گمراہ لوگ تھے۔
- ﴿رَبَّنَآ أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَٰلِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ﴾ [السجدة:١٢] اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا، سو ہمیں واپس بھیج دے، ہم نیک عمل کریں گے، بے شک اب ہمیں یقین آگیا۔
- ﴿وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ﴾ [غافر:٤٩] اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا، پس ہمیں واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک عمل کریں، اب ہم یقین کرنے والے ہیں۔
- ﴿وَنَادَوْاْ يَٰمَٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۖ قَالَ إِنَّكُم مَّٰكِثُونَ﴾ [الزخرف:٧٧] اور وہ پکاریں گے: اے مالک! تیرا رب ہمیں موت دے دے، وہ کہے گا: تمہیں تو یہیں رہنا ہے۔

جہنم کے عذاب کی اقسام:

- **آگ اور جلانے کا عذاب:** ﴿كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ﴾ [النساء:٥٦] جب بھی ان کی کھالیں جل جائیں گی، ہم انہیں دوسری کھالیں بدل دیں گے تاکہ وہ عذاب کا مزہ چکھیں۔
- **کھولتا ہوا پانی اور پیپ:** ﴿وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ﴾ [محمد:١٥] اور انہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتوں کو کاٹ ڈالے گا۔
  اور فرمایا: ﴿وَيُسْقَىٰ مِن مَّاءٍ صَدِيدٍ﴾ [إبراهيم:١٦] اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔
- **خبیث اور گندا کھانا:** ﴿إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ * طَعَامُ الْأَثِيمِ﴾ [الدخان:٤٣-٤٤] بے شک زقوم کا درخت گناہ گار کا کھانا ہے۔ **اور فرمایا:** ﴿لَّيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِن ضَرِيعٍ * لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِن جُوعٍ﴾ [الغاشية:٦-٧] ان کے لیے خاردار سوکھی گھاس کے سوا کوئی کھانا نہ ہوگا، جو نہ موٹا کرے گا اور نہ بھوک مٹائے گا۔
- **بیڑیاں، زنجیریں اور طوق:** ﴿إِذِ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ يُسْحَبُونَ﴾ [غافر:٧١] جب ان کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں ہوں گی اور انہیں گھسیٹا جائے گا۔
- **منہ کے بل گھسیٹا جانا اور ذلت:** ﴿يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ﴾ [القمر:٤٨] جس دن وہ اپنے منہ کے بل آگ میں گھسیٹے جائیں گے۔
- **ندامت، حسرت اور ناامیدی:** ﴿وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ﴾ [يونس:٥٤] اور جب وہ عذاب کو دیکھیں گے تو دل ہی دل میں پچھتائیں گے۔
- **دیدارِ الٰہی سے محرومی:** ﴿كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ﴾ [المطففين:١٥] ہرگز نہیں! وہ اس دن اپنے رب کے دیدار سے اوجھل (محروم) رکھے جائیں گے۔
- **عذاب کا ہمیشگی اور ختم نہ ہونا:** ﴿يُرِيدُونَ أَن يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُم بِخَارِجِينَ مِنْهَا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ﴾ [المائدة:٣٧] وہ چاہتے ہوں گے کہ آگ سے نکل جائیں، مگر وہ اس سے نکل نہ سکیں گے اور ان کے لیے دائمی عذاب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مبارک سے جہنم کے متعدد نام بیان فرمائے ہیں، جن میں یہ نام شامل ہیں:

جهنّم	﴿إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا﴾ [النبأ: ٢١] بے شک جہنم گھات میں ہے۔
النار	﴿فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾ [البقرة: ٢٤] تو اس آگ سے بچو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔
سَقَر	﴿سَأُصْلِيهِ سَقَرَ﴾ [المدثر: ٢٦] میں عنقریب اسے دوزخ میں ڈالوں گا۔
لَظَى	﴿كَلَّا ۖ إِنَّهَا لَظَىٰ﴾ [المعارج: ١٥] ہر گز نہیں! یقیناوہ (جہنم) ایک شعلہ مارنے والی آگ ہے۔
الحُطَمَة	﴿كَلَّا ۖ لَيُنبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ﴾ [الهمزة: ٤] ہر گز نہیں یہ تو ضرور توڑ پھوڑ دینے والی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔
الجحيم	﴿وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ﴾ [الشعراء: ٩١] اور گمراہ لوگوں کے لئے جہنم ظاہر کر دی جائے گی۔
السعير	﴿فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا﴾ [الفتح: ١٣] تو ہم نے بھی ایسے کافروں کے لئے دہکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔
دار البوار	﴿وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ﴾ [ابراهيم: ٢٨] اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں لا اتارا۔
الهاوية	﴿فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ﴾ [القارعة: ٩] تو اُس کا ٹھکانہ گہری کھائی ہوگا۔

جہنم کے سات دروازے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ * لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِّكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ﴾[الحجر: ٤٣-٤٤] اور بے شک جہنم ان سب کے لیے وعدے کی جگہ ہے، اس کے سات دروازے ہیں، ہر دروازے کے لیے ان میں سے ایک مقرر حصہ ہے۔
یعنی ان سات دروازوں میں سے ہر دروازے کے لیے ایسے لوگ مقرر ہوں گے جو اسی دروازے سے داخل ہوں گے۔
جہنم کے کئی طبقات (درکات) ہیں، جس میں سب سے نچلا اور سب سے شدید عذاب والا طبقہ منافقین کے لیے ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَن تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا﴾ بے شک منافقین جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے اور تم ان کے لیے کوئی مددگار نہیں پاؤ گے۔
جہنم میں سب سے ہلکا عذاب ابو طالب کو ہوگا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم والوں میں سب سے ہلکا عذاب ابو طالب کو ہوگا؛ انہیں آگ کی دو جوتیاں پہنائی جائیں گی جن سے ان کا دماغ کھول رہا ہوگا۔ (مسلم) یہ نبی کریم ﷺ کی ان کے حق میں خصوصی شفاعت کے سبب ہوگا۔

- **بارہواں پڑاؤ: قنطرہ (آخری پُل)**

جب اہلِ جنت پُل صراط سے گزر کر جہنم کو پار کر لیں گے تو انہیں ایک پل (قنطرہ) پر روکا جائے گا، تاکہ جنت میں داخل ہونے سے پہلے ان کا مکمل تزکیہ اور طہارت ہو جائے، اور وہ دلوں میں کسی قسم کا بغض لئے بغیر جنت میں داخل ہوں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ﴾ اور ہم ان کے سینوں سے ہر طرح کا کینہ نکال دیں گے، وہ آپس میں بھائی بھائی بن کر تختوں پر آمنے سامنے بیٹھیں گے۔ [الحجر: ٤٧]

حدیثِ بخاری میں آپ ﷺ نے فرمایا: «يَخْلُصُ الْمُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ فَيُحْبَسُونَ عَلَىٰ قَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، فَيُقَصُّ لِبَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ مَظَالِمُ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا، حَتَّىٰ إِذَا هُذِّبُوا وَنُقُّوا أُذِنَ لَهُمْ فِي دُخُولِ الْجَنَّةِ» مومنین کو جہنم سے نجات مل جائے گی تو انہیں جنت اور جہنم کے درمیان ایک پل (قنطرہ) پر روک لیا جائے گا، وہاں ان کے درمیان دنیا کے باہمی حقوق کا فیصلہ کیا جائے گا، یہاں تک کہ جب وہ بالکل صاف ستھرے ہو جائیں گے تو انہیں جنت میں داخلے کی اجازت دی جائے گی۔

- ## تیرھواں پڑاؤ: جنت کے دروازے کھلوانے کے لیے آپ ﷺ کی شفاعت

جب مومنین کے دل کینہ وبغض سے پاک اور صاف ہو جائیں گے تو وہ جنت کے دروازوں پر کھڑے ہوں گے، پھر نبی کریم ﷺ اللہ کے حضور جنت کے دروازے کھلوانے کی سفارش کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: «أَنَا أَوَّلُ شَفِيعٍ فِي الْجَنَّةِ» میں جنت میں سب سے پہلے سفارش کرنے والا ہوں۔ ایک روایت میں ہے: «أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ» میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔ ایک اور روایت میں ہے: «آتِي بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَسْتَفْتِحُ، فَيَقُولُ الْخَازِنُ: مَنْ أَنْتَ؟ فَأَقُولُ: مُحَمَّدٌ، فَيَقُولُ: بِكَ أُمِرْتُ، لَا أَفْتَحُ لِأَحَدٍ قَبْلَكَ» قیامت کے دن میں جنت کے دروازے پر آکر کھلنے کی درخواست کروں گا، دربان پوچھے گا: تم کون ہو؟ میں کہوں گا: محمد، وہ کہے گا: مجھے تمہارے ہی متعلق حکم ملا ہے، تم سے پہلے میں کسی کے لئے دروازہ نہیں کھولوں گا۔ (مسلم)

یہ نبی کریم ﷺ کی برکت کا ثمرہ ہے؛ چنانچہ پہلی شفاعت جو آپ محشر کے میدان میں غموں، تکلیفوں اور کرب کو دور کرنے کے لیے فرمائیں گے، اور یہ دوسری شفاعت خوشیوں اور مسرتوں کے حصول کے لیے ہوگی؛ اس طرح آپ ﷺ مخلوق کے لیے ان سے نقصان دہ چیزوں کو دور کرنے اور ان کے لیے نفع بخش چیزوں کو حاصل کرنے والے شفیع ہوں گے۔

- ## چودھواں پڑاؤ: جنت

جنت دائمی نعمتوں کا گھر ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کے لیے ان کے ایمان اور اطاعت کے بدلے تیار کر رکھا ہے، یہ عزت وکرامت اور اللہ کی رضوان کا گھر ہے، اس میں وہ نعمتیں ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا، اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال آیا، اس کی نعمتیں کامل ہیں جن میں کوئی نقص نہیں، اس کا بقا ابدی ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿جَزَآءً مِّن رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا﴾ [النبأ: ٣٦] یہ آپ کے پروردگار کی طرف سے بدلہ ہے جو اپنے اپنے اعمال کے حساب سے ملے گا، اور فرمایا: ﴿وَأَمَّا ٱلَّذِينَ سُعِدُواْ فَفِي ٱلْجَنَّةِ خَٰلِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ ٱلسَّمَٰوَٰتُ وَٱلْأَرْضُ إِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ﴾ اور جو نیک بخت ہیں وہ اس وقت تک جنت میں ہی رہیں گے جب تک زمین وآسمان قائم ہیں، الا یہ کہ آپ کا پروردگار کچھ اور چاہے یہ ایسی بخشش ہوگی جو کبھی منقطع نہ ہوگی۔ [هود: ١٠٨] یعنی کبھی نہ ختم نہیں ہوگی۔

اور فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا لَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ وَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيلًا﴾ [النحل: ٣١] اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے، ہم انہیں ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے، ان کے لیے وہاں پاکیزہ بیویاں ہوں گی، اور ہم انہیں گھنے سائے میں داخل کریں گے۔ ﴿جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ كَذَلِكَ يَجْزِي اللَّهُ الْمُتَّقِينَ﴾ [النساء: ٥٧] اور جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک عمل کیے

ہم عنقریب انہیں ایسے باغات میں داخل کریں گے۔ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ وہاں ان کے لیے پاک صاف بیویاں ہوں گی اور انہیں گھنی چھاؤں میں داخل کریں گے۔

اہلِ سنت کے عقیدے کے مطابق جنت پیدا کی جاچکی ہے اور اس وقت بھی موجود ہے۔ چنانچہ سورج گرہن کی نماز کے متعلق متفق علیہ حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کو اپنی اس جگہ پر کوئی چیز لینے کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے دیکھا، پھر ہم نے آپ کو پیچھے ہٹتے ہوئے بھی دیکھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے جنت کو دیکھا، تو میں نے اس میں سے انگور کا ایک خوشہ لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ اگر میں اسے حاصل کر لیتا تو تم دنیا کے باقی رہنے تک اس میں سے کھاتے رہتے۔

جنَّةُ الخُلد وہ سب سے بلند اجر و ثواب ہے جس کی امید کی جاسکتی ہے، اس کی سب سے بڑی نعمت مومنین کا اپنے رب کا دیدار ہے، اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ جب اہلِ جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم کچھ اور چاہتے ہو کہ تمہیں مزید عطا کروں؟ وہ عرض کریں گے: کیا تو نے ہمارے چہرے روشن نہیں کئے؟ کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا اور جہنم سے نجات نہیں دی؟ تو اللہ تعالیٰ پردہ اٹھا دے گا، پس انہیں اپنے رب کے دیدار سے بڑھ کر کوئی چیز عطا نہیں کی جائے گی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ﴾ [يونس: ٢٦] جن لوگوں نے نیکی کی، ان کے لیے بہترین بدلہ ہے اور مزید بھی۔ یہاں "الحسنیٰ" سے مراد جنت ہے، اور "زیادۃ" سے مراد اللہ تعالیٰ کے چہرۂ اقدس کا آنکھوں دیکھتے اور علانیہ دیدار کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ * إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ [القيامة: ٢٢-٢٣] اس دن بہت سے چہرے تر و تازہ ہوں گے، اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

اور جریر رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ حدیث میں ہے: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے۔ آپ نے ایک رات چاند کی طرف دیکھا، یعنی چودھویں رات کے بدر کے چاند کی طرف، پھر فرمایا: بے شک تم اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو، اسے دیکھنے میں تمہیں کوئی مزاحمت پیش نہیں آئے گی۔

رہے کفار اور منافقین، تو انہیں اللہ تعالیٰ کے دیدار سے روک دیا جائے گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَحْجُوبُونَ﴾ [المطففين: ١٥] ہر گز نہیں! بے شک وہ اس دن اپنے رب سے پردے میں رکھے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اپنے رسول کی بزبانِ مبارک جنت کے متعدد نام ذکر فرمائے ہیں، ہر نام اس کی کسی صفت یا اس کی کسی فضیلت و شرف پر دلالت کرتا ہے۔ قرآن مجید میں اس کے ناموں میں سے یہ نام ہیں:

دارُ السلام	﴿ لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِنْدَ رَبِّهِمْ﴾ (الانعام: ١٢٧) ان کے لیے ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے۔
جنَّةُ الخُلد	﴿ قُلْ أَذَٰلِكَ خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ﴾ (الفرقان: ١٥) کہہ دیجیے: کیا یہ بہتر ہے یا وہ ہمیشہ رہنے والی جنت جس کا وعدہ متقین سے کیا گیا ہے؟
دارُ المُقامة	﴿الَّذِي أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهِ﴾ (فاطر: ٣٥) جس نے اپنے فضل سے ہمیں ہمیشہ قیام کے گھر میں اتارا۔
جنَّةُ المأویٰ	﴿فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ﴾ (النازعات: ٤١) تو بے شک جنت ہی ٹھکانہ ہے۔
جنّاتُ عدن	﴿ جَزَاؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ﴾ (البينه: ٨) ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہیشگی کے باغات ہیں۔

دارُالحيوان	﴿وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ﴾ (العنكبوت: ٦٤) اور بے شک آخرت کا گھر ہی اصل زندگی ہے۔
الفِردَوس	﴿الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾ (المؤمنون: ١١) جو فردوس کے وارث ہوں گے، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔
جنّاتُ النعيم	﴿ نَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتُ النَّعِيمِ﴾ (لقمان: ٨) بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے، ان کے لیے نعمتوں والے باغات ہیں۔
المَقامُ الأمين	﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ﴾ (الدخان: ٥١) بے شک متقی لوگ امن والی جگہ میں ہوں گے۔
مَقعَدُ صِدق و قَدَمُ صِدق	﴿فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ﴾ (القمر: ٥٥) سچائی کی نشست میں، اور ﴿وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ﴾ (يونس: ٢) اور ایمان والوں کو خوشخبری دے دیجیے کہ ان کے لیے ان کے رب کے پاس سچائی کا مقام ہے۔

یہ نام امن وسلامتی کے کمال، دائمی قیام واستقرار، اور نعمتوں کے ہمیشہ باقی رہنے کے مفہوم پر دلالت کرتا ہے۔

جنت کے آٹھ دروازے ہیں؛ آپ ﷺ نے فرمایا: «مَنْ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنَّ عِيسَىٰ عَبْدُ اللَّهِ وَابْنُ أَمَتِهِ، وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ، وَرُوحٌ مِنْهُ، وَأَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ، وَأَنَّ النَّارَ حَقٌّ؛ أَدْخَلَهُ اللَّهُ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ شَاءَ» (متفق عليه) جو یہ کلمہ کہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں، اور عیسیٰ اللہ کے بندے اور اس کی باندی کے بیٹے ہیں، وہ اس کا وہ کلمہ ہے جو مریم کی طرف القا کیا، اور اس کی طرف سے ایک روح ہیں، اور جنت حق ہے، اور دوزخ حق ہے؛ تو اللہ اسے جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس سے چاہے داخل کرے گا۔ انہی میں ایک دروازہ 'باب الرّیّان' ہے، جس کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ» جنت میں ایک دروازہ ہے جسے 'ریّان' کہا جاتا ہے، قیامت کے دن اس سے صرف روزہ دار داخل ہوں گے، ان کے سوا کوئی اور نہیں۔ (متفق عليه)

جنت کے مختلف درجات ہیں، ان میں سب سے بلند اور درمیانی درجہ فردوسِ اعلیٰ ہے؛ حضرت حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی والدہ نے جب ان کے بیٹے کے ٹھکانے کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: «أَوَجَنَّةٌ وَاحِدَةٌ هِيَ؟! إِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيرَةٌ، وَإِنَّهُ فِي جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ» کیا جنت صرف ایک ہی ہے؟! بلاشبہ وہ بہت سے باغات ہیں، اور تمہارا بیٹا جنّت الفردوس میں ہے (متفق عليه)، اور مسند احمد کی روایت میں ہے: «وَإِنَّ حَارِثَةَ لَفِي أَفْضَلِهَا، أَوْ قَالَ: فِي أَعْلَى الْفِرْدَوْسِ» بلاشبہ حارثہ ان میں سب سے افضل جنت میں ہے، یا فرمایا: فردوس کے سب سے بلند حصے میں ہے۔

جنت، اس کے ناموں اور ان نعمتوں پر ایمان رکھنا جو اللہ تعالیٰ نے اس میں اپنے بندوں کے لیے تیار کر رکھی ہیں، آخرت کے دن پر ایمان کے بنیادی اور عظیم اصولوں میں سے ہے، یہ انسان کو عمل پر آمادہ کرتا ہے، اطاعت کی مشقت کو آسان کر دیتا ہے، نیکیوں میں آگے بڑھنے کی رغبت پیدا کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل کی امید میں خیر کے کاموں میں سبقت لے جانے کا شوق دلاتا ہے۔

قاری کے لئے سوالات

(۱) ایمان بالیوم الآخر میں وہ سب کچھ شامل ہے جو نبی ﷺ نے موت کے بعد پیش آنے والے امور کی خبر دی۔

○ صحیح ○ غلط

(۲) قبر کا عذاب اور اس کی نعمت کس پر واقع ہوتی ہے؟

○ روح پر ○ جسم پر ○ روح اور جسم دونوں پر

(۳) چاند کا پھٹنا نبی ﷺ کے زمانے میں واقع ہونے والی چھوٹی نشانیوں میں شمار ہوتا ہے۔

○ صحیح ○ غلط

(۴) مہدی وہی مسیح دجال ہیں جو آخری زمانے میں ظاہر ہوں گے۔

○ صحیح ○ غلط

(۵) دجال ایسے زمانے میں نکلے گا جب دین مضبوط ہوگا اور لوگ سنّت پر عمل پیرا ہوں گے۔

○ صحیح ○ غلط

(۶) عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اس حال میں اتریں گے کہ اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوں گے۔

○ صحیح ○ غلط

(۷) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا وہ فیصلہ کن واقعہ ہے جس کے بعد توبہ کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جاتا ہے۔

○ صحیح ○ غلط

(۸) قیامت کے دن کو 'یوم تغابن' اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اہلِ جنت اہلِ جہنم کو ان نعمتوں کے سبب مغبون کر دیں گے جو انہیں ملیں۔

○ صحیح ○ غلط

(۹) قیامت کے دن اعمال نامے اڑیں گے، کوئی اپنا نامہ دائیں ہاتھ سے پائے گا اور کوئی بائیں ہاتھ سے پیٹھ کے پیچھے سے۔

○ صحیح ○ غلط

(۱۰) صراط ایک ایسا پل ہے جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے، اور لوگ جہنم کے اوپر سے اس پر گزریں گے۔

○ صحیح ○ غلط

(۱۱) قنطرہ؛ پل صراط کے بعد ایک مقام ہے جہاں اہلِ ایمان کی اصلاح و تطہیر کی جائے گی اور ان کے درمیان باہمی حقوق کا بدلہ چکایا جائے گا، یہاں تک کہ وہ پاکیزہ ہو کر جنت میں داخل ہوں گے۔

○ صحیح ○ غلط

(۱۲) جہنم کے آٹھ دروازے ہیں، جبکہ جنت کے سات دروازے ہیں۔

○ صحیح ○ غلط

(۱۳) موحدین کو جہنم سے نکالنے کے لیے شفاعت صرف نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔

○ صحیح ○ غلط

(۱۴) ملک الموت اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ قبر میں بندے سے اس کے رب، اس کے دین اور اس کے نبی کے بارے میں سوال کریں۔

○ صحیح ○ غلط

(۱۵) زمین پر ظاہر ہونے والی قیامت کی سب سے پہلی بڑی نشانی یہ ہے:

○ دجال کا خروج ○ سورج کا مغرب سے طلوع ○ دابّہ کا خروج ○ وہ آگ جو لوگوں کو ہانک کر لے جائے گی

(۱۶) دجال زمین میں چالیس دن رہے گا: ایک دن سال کے برابر، ایک مہینے کے برابر، ایک ہفتے کے برابر، اور باقی دن:

○ تمہارے عام دنوں جیسے ○ تمہارے گھنٹوں جیسے ○ تمہارے مہینوں جیسے ○ پلک جھپکنے جیسے

(۱۷) یاجوج وماجوج اس دیوار کے پیچھے رہتے ہیں جسے تعمیر کیا تھا:

○ سلیمان علیہ السلام نے ○ ذوالقرنین نے ○ اسکندرِ اعظم نے ○ عیسیٰ علیہ السلام نے

(۱۸) آخری زمانے میں کعبہ کو حبشہ کے ایک شخص کے ہاتھوں منہدم کیا جائے گا، جسے کہا جاتا ہے:

○ ابرہہ ○ ذوالسویقتین ○ قحطانی ○ جہجاہ

(۱۹) نفخۂ صعق اور نفخۂ بعث کے درمیان مدت ہوگی:

○ چالیس (دن، مہینہ یا سال) ○ دس سال ○ ایک دن ○ سو سال

(۲۰) قیامت کے دن سب سے پہلے جس کی قبر پھٹے گی وہ ہیں:

○ آدم علیہ السلام ○ ابراہیم علیہ السلام ○ محمد ﷺ ○ نوح علیہ السلام

(۲۱) کوثر وہ نہر ہے جو اللہ تعالی نے اپنے نبی ﷺ کو عطا فرمائی، اس کا مقام ہے:

○ میدانِ محشر ○ جنت ○ برزخ ○ جہنم

(۲۲) جنت میں سب سے کم درجے والا شخص بھی دنیا کے کسی بادشاہ کی سلطنت جیسی سلطنت اور اس کے:

○ دس گنا کا مالک ہوگا ○ سو گنا کا مالک ہوگا ○ پانچ گنا کا مالک ہوگا ○ دوگنا کا مالک ہوگا

(۲۳) قیامت کے دن انسان بھاگے گا:

○ اپنی ماں اور باپ سے ○ اپنے مال اور تجارت سے ○ اپنے گھر اور محل سے

(۲۴) قیامت کے دن لوگ جس زمین پر جمع کئے جائیں گے وہ زمین ہوگی:

○ سبز ○ سفید، چمک دار اور ہموار ہوگی، جیسے صاف آٹے کی روٹی ○ تاریک سیاہ

(۲۵) قیامت کے دن سورج مخلوق کے سروں کے اتنا قریب آجائے گا:

○ ایک میل کے برابر ○ ایک فرسخ کے برابر ○ ایک کلومیٹر کے برابر

(۲۶) جنت اور جہنم کے درمیان چتکبرے مینڈھے کی صورت میں ذبح کیا جائے گا تاکہ دونوں کے باسیوں کے لئے یہ ہیشگی کی علامت بن جائے:

○ موت کو ○ شیطان کو ○ دجال کو

(۲۷) جس دن اللہ کے عرش کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا، اس دن اس کے سائے میں رہنے والوں کی اقسام ہیں:

○ تین ○ سات ○ دس

(۲۸) دائیں طرف دی گئی فہرست کو بائیں طرف دی گئی مناسب تعریف سے ملائیں:	
ایک پاکیزہ وخوشبودار ہوا جو ہر اس شخص کی روح قبض کرے گی جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا۔	قبر کا فتنہ
دو فرشتوں (منکر نکیر) کا بندے سے اس کی قبر میں سوال۔	حوض
میدانِ محشر میں پانی کا وہ مجمع جس پر مومنین جنت میں داخل ہونے سے پہلے آئیں گے۔	ہرج (کثرتِ قتل)
آخری زمانے میں کثرتِ قتل اور امور کا الجھاؤ۔	ہلکی و نرم ہوا
ایک قرن یا سینگ جس میں مخلوقات کی موت اور پھر زندگی کے لئے پھونکا جائے گا۔	صور

(۲۹) درجِ ذیل نشانیوں کو چھوٹی یا بڑی میں تقسیم کریں

نشانی	چھوٹی	بڑی
امانت کا ضائع ہونا اور اہلیت نہ رکھنے والوں کو ذمہ داری سونپنا		
ایسے دھوئیں کا ظاہر ہونا جو لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا		
جھوٹے نبوت کے دعویداروں کا ظاہر ہونا		
مشرق، مغرب اور جزیرہ عرب میں زمین کا دھنسنا		
ننگے پاؤں اور ننگے بدن والوں کا اونچی عمارتیں بنانے میں مقابلہ کرنا		

(۳۰) قیامت کے دن کو 'یومِ قیامت' اسی لئے کہا جاتا ہے کہ لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے:

○ اپنی نیند سے ○ اپنی قبروں سے ○ اپنی مجلسوں سے

(۳۱) قیامت کی نشانیوں پر ایمان بندے میں اضافہ کرتا ہے:

○ غفلت ○ خوف اور تیاری ○ شک

(۳۲) قیامت کی چھوٹی نشانیاں:

○ دوبارہ واقع نہیں ہوتیں ○ زیادہ تر معمول کے مطابق ہوتی ہیں ○ سب کی سب خلافِ عادت ہوتی ہیں

(۳۳) قیامت کی بڑی نشانیاں:

○ ایک طویل عرصے میں واقع ہوں گی ○ متفرق طور پر واقع ہوں گی ○ ظاہر ہونے کے بعد مسلسل ایک کے پیچھے ایک ظاہر ہوں گی

(۳۴) قیامت کی چھوٹی نشانیوں میں سے ہے:

○ چاند کا پھٹنا ○ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ○ دابّہ کا نکلنا

(۳۵) قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ہے:

○ مال کی کثرت ○ دجال کا نکلنا ○ امانت کا ضیاع

(۳۶) قیامت کے وقت کا علم:

○ انبیاء کو معلوم ہے ○ اجتہادی معاملہ ہے ○ غیب میں سے ہے جو صرف اللہ کے پاس ہے

(۳۷) حشر کے وقت لوگ ہوں گے:

○ ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بے ختنہ ○ اپنے لباس میں ○ سواریوں پر

(۳۸) اپنا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں کون پائے گا؟

○ سب لوگ ○ مومن ○ منافق

(۳۹) اپنا نامۂ اعمال پیٹھ کے پیچھے سے کون پائے گا؟

○ مومن ○ کافر ○ توبہ کرنے والا

(۴۰) صراط کس چیز سے زیادہ باریک ہے؟

○ بال سے ○ تلوار سے ○ دھاگے سے

(۴۱) شفاعت ثابت ہے:

○ عقل سے ○ کتاب وسنّت سے ○ صرف اجماع سے

(۴۲) جنت کس چیز کا گھر ہے؟

○ امتحان کا ○ نعمت کا ○ فنا کا

(۴۳) جہنم:

○ سب کے لئے عارضی گھر ہے ○ عذاب کا گھر ہے ○ صرف گزرگاہ ہے

(۴۴) قیامت کے دن مومنین کا اپنے رب کو دیکھنا:

○ مجازی ہے ○ حقیقی، بغیر کیفیت کے ہے ○ ناممکن ہے

(۴۵) ایمان بالیوم الآخر ایمان کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔

○ صحیح ○ غلط

(۴۶) قیامت کی تمام بڑی نشانیاں وقوع پذیر ہو چکی ہیں۔

○ صحیح ○ غلط

(۴۷) قیامت کی کچھ چھوٹی نشانیاں ایک جگہ واقع ہو سکتی ہیں دوسری جگہ نہیں۔

○ صحیح ○ غلط

(۴۸) قیامتِ کی بڑی نشانیاں پورے نظامِ کائنات کو متاثر کریں گی۔

○ صحیح ○ غلط

(۴۹) موت آخرت کی ابتدا ہے۔

○ صحیح ○ غلط

(۵۰) قبر میں دو فرشتوں کا سوال کرنا برحق ہے۔

○ صحیح ○ غلط

(۵۱) قبر کی نعمت اور اس کا عذاب دونوں ثابت ہیں۔

○ صحیح ○ غلط

(۵۲) قیامت کے دن میزان ایک مجازی چیز ہے، حقیقی نہیں۔

○ صحیح ○ غلط

(۵۳) پل صراط سے لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق گزریں گے۔

○ صحیح ○ غلط

(۵۴) حوض صرف نبی محمد ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔

○ صحیح ○ غلط

(۵۵) جو شخص حوض سے پانی پی لے گا، اس کے بعد وہ کبھی پیاسا نہیں ہو گا۔

○ صحیح ○ غلط

(۵۶) جنت اور جہنم ایک مدت کے بعد فنا ہو جائیں گی۔

○ صحیح ○ غلط

(۵۷) کفار قیامت کے دن اللہ کا دیدار کریں گے۔

○ صحیح ○ غلط

(۵۸) قیامت کی بڑی نشانیوں میں تاویل کی گنجائش نہیں۔

○ صحیح ○ غلط

(۵۹) ایمان بالیوم الآخر انسان کے کردار اور اعمال پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔

○ صحیح ○ غلط

(۶۰) قیامت کی نشانیوں کے ذکر کا بنیادی مقصد ہے:

○ تفریح ○ صرف ڈرانا ○ تنبیہ اور تیاری کی دعوت

(۶۱) قیامت کی بڑی نشانیاں جب ظاہر ہوں گی تو:

○ رک جائیں گی ○ ایک کے بعد دوسری مسلسل ظاہر ہوں گی ○ منتشر ہو جائیں گی

(۶۲) حوض کا پانی:

○ عام پانی جیسا ہے ○ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے ○ نمکین ہے

(۶۳) «اگر قیامت قائم ہو جائے اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں پودا ہو، اور اسے لگانے کی مہلت مل جائے، تو وہ اسے ضرور لگا دے» یہ صحیح حدیث ہے، جو زندگی کے آخری لمحے تک نیکی اور محنت جاری رکھنے کی ترغیب دیتی ہے۔

○ صحیح ○ غلط

(۶۴) سورۃ الزمر میں اہلِ جہنم کے بارے میں فرمایا: ﴿حَتَّىٰٓ إِذَا جَآءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَٰبُهَا﴾، اور اہلِ جنت کے بارے میں: ﴿حَتَّىٰٓ إِذَا جَآءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَٰبُهَا﴾؛ اہلِ جنت کی آیت میں 'واؤ' کے آنے کی وجہ یہ ہے کہ:

○ جنت کے دروازے پہنچنے سے پہلے ہی کھل جاتے ہیں ○ اہلِ جہنم بغیر انتظار کے اچانک جہنم میں داخل ہو جائیں گے ○ اہلِ جنت نبی ﷺ کی شفاعت اور دروازے کھلوانے کا انتظار کریں گے، اور جنت میں داخل ہونے سے پہلے ان کے دلوں سے کینہ نکالا جائے گا ○ جہنم کے دروازے جنت کے دروازوں سے کم ہیں ○ تیسرا اور دوسرا دونوں

(۶۵) قیامت کے دن شفاعت:

○ مطلقاً منفی ہے ○ بلا دلیل ثابت ہے ○ قرآن وسنت میں جو ثابت ہے اسی کے مطابق ثابت ہے

(۶۶) عیسیٰ ابنِ مریم علیہ السلام آخری زمانے میں نازل ہوں گے:

○ مسجد نبوی کے پاس ○ بیت المقدس کے پاس ○ کعبہ کے پاس ○ دمشق کے مشرق میں سفید مینار کے پاس

(۶۷) قیامت کے دن قائم ہونے والا میزان ایک حقیقی میزان ہے، جس کے دو پلڑے ہیں، جس میں اعمال، صحیفے اور خود اشخاص تولے جائیں گے۔

○ صحیح ○ غلط

(۶۸) یاجوج وماجوج ایسی طاقت کے مالک ہوں گے جس کا مقابلہ کوئی انسان نہ کر سکے گا، تو عیسیٰ علیہ السلام اور مومنین طور پہاڑ کی پناہ لیں گے۔

○ صحیح ○ غلط

(۶۹) قیامت کی آیات میں (إن) کے بجائے (إذا) کا استعمال، جیسے ﴿إِذَا وَقَعَتِ ٱلْوَاقِعَةُ﴾، اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ قیامت کے واقعات:

○ ممکن الوقوع ہیں ○ ان کے وقوع میں شک ہے ○ شاذ ونادر واقع ہوں گے ○ یقینی طور پر واقع ہونے والے ہیں

والحمد لله رب العالمين، وصلَّى الله وسلَّم وبارك على نبيِّنا محمَّد وعلى آله وصحبه أجمعين.